سوشل میڈیا
اور
فتنہ توہینِ مقدسات

□ پسِ منظر □ حقائق □ خدشات □ مطالبات

قیصر احمد راجہ صاحب

ریسرچ اسکالر

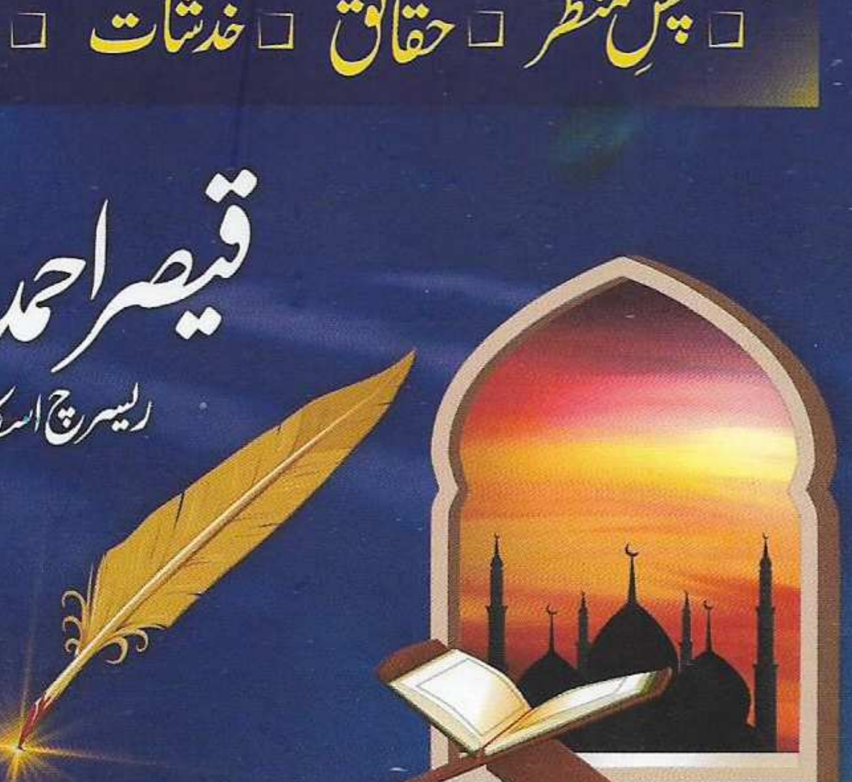

ناشر: شبابِ ختمِ نبوت پاکستان

سوشل میڈیا
اور
فتنہ توہین مقدسات

□ پسِ منظر □ حقائق □ خدشات □ مُطالبات

قیصر احمد راجہ صاحب
ریسرچ اسکالر

ناشر:
شُبّانِ ختمِ نبوت پاکستان

نام کتاب: ——— سوشل میڈیا اور فتنہ توہین مقدسات

مصنف: ——— قیصر احمد راجہ صاحب

طباعت: ——— اول

تعداد: ——— 1100

ناشر: ——— شبان ختم نبوت پاکستان

کتابچہ حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

0335-2225553

بسم الله الرحمن الرحيم

سوشل میڈیا

اور

فتنہ توہین مقدسات

عظمتِ رسول ﷺ اور نسبتِ رسول ﷺ کا دفاع

مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ ناموسِ رسالت

نبیِ کریم، رؤف ورحیم ﷺ کی حرمت وناموس کا تحفظ ہر صاحبِ ایمان کی متاعِ جاں اور اساسِ دین ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے رحمت، ہدایت اور نجات کا سرچشمہ بنایا اور تمام انبیاء ورسل میں سب سے افضل واعلیٰ مقامِ محمود عطا فرمایا۔ قرآنِ کریم شاہد ہے:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (ترجمہ: اور ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا)۔

یہ الٰہی اعلان اس بات کی ضمانت ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کی عظمت کا گواہ ہے اور ہر مقام پر رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہمیشہ سربلند رہے گا۔

نسبتِ رسول ﷺ عظمت کی بنیاد

اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل اصول ہے کہ جس جس زمان ومکان کو نبیِ مکرم ﷺ سے نسبت حاصل ہو جائے، وہ عام نہیں رہتا بلکہ عظمت وبرکت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اسی نسبتِ مصطفوی ﷺ کے سبب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایمان کا معیار قرار پائے۔ جب اشیاء کو آپ ﷺ سے نسبت ملی تو وہ بھی مقدس ہو گئیں۔ ہم لوگ زمین پر چلنے کے لیے پیروں میں جو چیز پہنتے ہیں اسے جوتا کہتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے مبارک جوتے کو جوتا نہیں بلکہ نعلینِ شریف کہا جاتا ہے، ہماری چادر تو چادر ہی ہے لیکن ہمارے پیارے آقا ﷺ کی چادر شریف کو بردہ؟ مبارک کہتے

ہیں اور یہاں تک کہ آپ ﷺ کے عہدِ مبارک کو 'خیرُ القرون' قرار دیا گیا ہے۔

یہ نسبتیں بھی یقیناً بے حد بلند و بالا ہیں لیکن امتیوں میں سب سے خوش نصیب وہ امتی ہے جسے رسول اللہ ﷺ سے محبت، غلامی اور وفاداری کی سچی نسبت نصیب ہو جائے۔

تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ اور موجودہ عہد کے تقاضے

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی فتنہ پروروں نے قلم، زبان یا ابلاغِ عامہ (Media) کے ذریعے جسارت کی، تو غلامانِ مصطفیٰ نے ثابت کیا کہ حرمتِ رسول ﷺ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں 1986 میں دفعہ C295 کا نفاذ اسی غیرتِ ایمانی کا عکاس ہے، جس میں گستاخِ رسول ﷺ کی سزا صرف "موت" متعین کی گئی۔

دورِ حاضر کے فتنے اور ہماری ذمہ داری

آج دشمن نے وار کا طریقہ بدل لیا ہے۔ اب حملہ براہِ راست کے بجائے سوشل میڈیا (ٹک ٹاک، یوٹیوب، فیس بک وغیرہ) کے ذریعے "فکری یلغار" اور "بے حیائی" کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔ فحاشی اور اخلاقی زوال ہی وہ راستے ہیں جو انسان کو مقدسات کی توہین کی جرا?ت دلاتے ہیں۔ اس نازک ترین دور میں امتِ مسلمہ کی صحیح سمت میں رہنمائی ایک کٹھن چیلنج بن چکا ہے۔

جناب قیصر احمد راجہ صاحب کی علمی کاوش

اس سنگین صورتحال میں جب سوشل میڈیا پر فتنہ ? توہینِ مقدسات ایک زہر کی طرح پھیل رہا ہے، جناب قیصر احمد راجہ صاحب کی علمی و تحقیقی کاوشیں

انتہائی لائقِ تحسین اور قابلِ فخر ہیں۔ آپ نے نہایت دردمندی اور عرق ریزی کے ساتھ اس فتنے کے محرکات اور اس کے سدِباب کے لیے جو علمی محاذ سنبھالا ہے، وہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ زیرِ نظر رسالہ آپ کی بصیرت اور عشقِ رسول ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس میں آپ نے ڈیجیٹل دور کے ان چھپے ہوئے واروں کو بے نقاب کیا ہے جو ہماری نئی نسل کے ایمان پر کیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعیِ جمیلہ کو قبول فرمائے اور اسے امت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

آخری گزارش!

موجودہ حالات میں والدین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی ڈیجیٹل سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور انہیں ادبِ رسول ﷺ اور حیاء کی تعلیم دیں۔ یہ مسئلہ محض قانونی نہیں بلکہ ہماری بقا اور نجات کا مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اور ہماری نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا سید انیس احمد شاہ صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ شبان ختم نبوت پاکستان

باب 1 مقدمہ

فتنۂ گستاخی کی حالیہ لہر

پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے ایک نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف معاشی، سیاسی اور سماجی بحران ہیں، تو دوسری طرف نظریاتی اور فکری محاذ پر ایسا فتنہ اٹھا ہے جس نے عوام، عدالت، علما اور ریاستی اداروں سب کو پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے —اور وہ فتنہ ہے گستاخی کے مقدمات کا۔

توہینِ مذہب کے مقدمات کا آغاز کوئی حالیہ معاملہ نہیں۔ اس فتنہ کی بنیادیں اس صدی کی دوسری دہائی میں سوشل میڈیا پر شروع ہونے والے نیٹ ورکس جیسا کہ "بھینسا گروپ" اور "موچی پیج" میں ملتی ہیں، جنھوں نے اسلام، شعائرِ اسلام، شخصیات اور مقدسات پر کھلم کھلا حملے شروع کیے۔ اس وقت یہ معاملہ زیادہ تر آن لائن مباحث اور عوامی احتجاج کی سطح پر رہا، لیکن اس کے باوجود کچھ مقدمات درج ہوئے، جن میں سے بعض میں باقاعدہ شواہد بھی پیش کیے گئے۔

البتہ ایک نمایاں تبدیلی 2022 میں واقع ہوئی، جب فیڈرل انویسٹیگیشن ایجنسی (FIA) نے باقاعدہ "اینٹی بلاسفیمی سیل" قائم کیا۔ یہ ایک خصوصی سیل تھا، جسے ایسے حساس معاملات کی نگرانی اور تفتیش کے لیے بنایا گیا۔ چونکہ اب ان کیسز کو ادارہ جاتی سطح پر دیکھنے والا ایک مستقل یونٹ موجود تھا، اس لیے قانونی کارروائیاں بڑھ گئیں، اور مقدمات کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

آج کی صورتِ حال یہ ہے کہ اطلاعات کے مطابق، سینکڑوں ملزمان اس

وقت جیلوں میں قید ہیں، جن پر توہینِ مذہب کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ مقدمات یقینی طور پر شواہد پر مبنی ہیں، لیکن ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جس کے بارے میں سیکولر حلقے دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں منصوبہ بندی کے تحت پھنسا کر مقدمات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

یہ کتاب اسی سنگین صورتِ حال کا علمی، تحقیقی اور قانونی تجزیہ پیش کرنے کے لیے لکھی جا رہی ہے—تاکہ:

- علماءِ کرام، وکلاء اور باشعور شہری اس فتنے کی اصل نوعیت کو سمجھ سکیں؛
- سیکولر اور لبرل طبقے کی جانب سے پھیلائے گئے گمراہ کن بیانیے کی حقیقت کھل کر سامنے آسکے؛
- عدالتوں میں دیے جانے والے دلائل، رپورٹس اور میڈیا مہمات کا قانونی و عقلی تجزیہ کیا جاسکے؛
- اور سب سے بڑھ کر، عوام کو یہ شعور دیا جاسکے کہ اس فتنے سے کیسے بچا جائے، اور دین، عدل اور ریاست تینوں کے وقار کی حفاظت کیسے کی جائے۔

یہ کتابچہ تین بنیادی جہتوں پر مبنی ہے:

(1) پس منظر اور تسلسل:

فتنۂ گستاخی کی حالیہ شکلیں اچانک نہیں اٹھیں، بلکہ ان کی جڑیں بھینسا گروپ، موچی پیج اور سوشلسٹ لادین نیٹ ورکس میں جا کر ملتی ہیں2018-2017 سے قبل سوشل میڈیا پر بنائے گئے یہ نیٹ ورکس اسلام، صحابہ، مقدسات اور شخصیات پر کھلم کھلا حملے کرتے تھے۔

(2) ادارہ جاتی تبدیلی اور بیانیے کا پلٹاؤ:

2022 میں FIA کا اینٹی بلاسفیمی سیل بننے کے بعد جب قانونی کارروائیاں تیز ہوئیں، تو سیکولر بیانیے نے نئی شکل اختیار کی: اب بات آزادیِ اظہار کی نہیں بلکہ 2024 سے "entrapment" یعنی سازش سے پھنسانے پر ہونے لگی۔ اس بیانیے کو پھیلانے کے لیے مخصوص رپورٹس، کالمز، اور عالمی ادارے سرگرم ہو گئے۔

() قانونی، شرعی اور سماجی رہنمائی:

ہم اس کتاب میں ان رپورٹس اور دلائل کا علمی رد پیش کریں گے، اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کریں گے کہ پاکستان کا قانون، اسلامی تعلیمات اور عوامی رد عمل کہاں جائز ہے اور کہاں خطرناک حد پار کر جاتا ہے۔

یہ کتابچہ نہ صرف ایک علمی دستاویز ہے، بلکہ یہ ایک تحریک ہے — حق، عدل اور عقل کے تحفظ کی۔ کیونکہ اگر آج ہم نے اس فتنے کا علمی اور قانونی مقابلہ نہ کیا، تو کل پاکستان کے اسلامی تشخص، عدالتی نظام اور عوامی جذبات، تینوں کا توازن خطرے میں پڑ جائے گا۔

Total Arrested Accused in Blasphemy Cases in Pakistan

Sr. No	City	Number of Arrest
1	Lahore	211
2	Islamabad	86

3	Rawalpindi	64
4	Karachi	54
Total Number of Arrest		415

Total Complainant in Blasphemy Cases In Pakistan

Sr.No	City	Number of Complainants
1	Lahore	22
2	Islamabad	27
3	Rawalpindi	20
4	Karachi	13
Total Number of Complainants		82

Total FIR Blasphemy Cases in Pakistan

Sr. No	City	Number of FIR
1	Lahore	45
2	Islamabad	33
3	Rawalpindi	27
4	Karachi	13
Total Numbe of FIR		119

As of December, 2025

باب 2: پسِ منظر

فتنے کی جڑ کہاں سے پھوٹی؟

پاکستان میں توہینِ مذہب کے حالیہ مقدمات کو اگر تناظر میں دیکھنا ہو، تو ہمیں مختصراً یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ فتنہ اچانک پیدا نہیں ہوا۔ اس کی جڑیں ان آن لائن نیٹ ورکس سے جا ملتی ہیں جو 2017–2018 کے عرصے میں ایکسپوز ہوئے اور ان پر مقدمات بنے۔ ان میں سب سے بدنام گروپس "بھینسا" اور "موچی" تھے، جو فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اسلام، قرآن، صحابہ، ازواجِ مطہرات، اور دینی شعائر کے خلاف کھلے عام نفرت انگیز مواد پھیلاتے تھے۔

ان گروپس کی خاص بات یہ تھی کہ یہ نہ صرف دانستہ گستاخی کرتے تھے، بلکہ ایسے منظم انداز میں سرگرم تھے جیسے کسی منصوبہ بند مہم کا حصہ ہوں۔ ان کے ایڈمنز کے خلاف کچھ تحقیقات ضرور ہوئیں، مگر ان مقدمات میں باقاعدہ عدالتی سماعتیں شروع نہ ہو سکیں، اور بیشتر افراد ملک سے باہر چلے گئے یا انہیں مددگار ہاتھوں نے بچا لیا۔

یہ ذکر یہاں اس لیے کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین سمجھ سکیں کہ توہینِ مذہب کے خلاف عوامی ردعمل کی ایک گہری وجہ یہ بھی ہے کہ جب بھی اسلام اور مقدسات پر حملہ ہوا، انصاف کا دروازہ اکثر بند پایا گیا۔

آج کے مقدمات اسی پچھلے تسلسل کا ایک نیا اور زیادہ خطرناک روپ ہیں، جہاں صرف توہین نہیں ہو رہی بلکہ اب الزام تراشی، جھوٹ، اور فتنہ سازی کے لیے مذہب کو خود ہتھیار بنایا جا رہا ہے۔ اسی لیے یہ کتاب ان موجودہ کیسز کو ایک نئے زاویے سے جانچنے کی کوشش ہے — تاکہ ہم اصل خطرے کو پہچان سکیں۔

باب 3

2022 کے بعد توہینِ مذہب کے مقدمات میں کیوں تیزی آئی؟

اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ پاکستان میں توہینِ مذہب کے مقدمات کی تعداد 2022 کے بعد اچانک کیوں بڑھ گئی؟ اور سیکولر حلقے اس بنیاد پر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید کوئی "منظم گروہ" لوگوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسا رہا ہے۔

لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں، اور ان کا سمجھنا ضروری ہے۔

2017–2018 کے بعد بڑھتی ہوئی شکایات:

جب سوشل میڈیا پر بھینسا، موچی، اور دیگر گستاخ نیٹ ورکس سرگرم ہوئے، تو بڑی تعداد میں شہریوں نے FIA کو درخواستیں دینا شروع کر دیں۔ ان درخواستوں میں بتایا گیا کہ مختلف اکاؤنٹس سے کھلے عام گستاخی ہو رہی ہے، اور ان

کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔

لیکن اُس وقت FIA کے پاس کوئی مخصوص شعبہ یا ماہر ٹیم نہیں تھی جو ان شکایات کو تحقیق اور تفتیش کے ذریعے نتیجے تک پہنچا سکتی۔ نتیجتاً، ان میں سے بیشتر شکایات فائلوں میں دب کر رہ گئیں۔

قرآن بورڈ پنجاب کی مداخلت:

دوسری طرف، پنجاب قرآن بورڈ کو بھی ان گستاخیوں کے خلاف مسلسل شکایات موصول ہو رہی تھیں۔ یہ شکایات عوامی ردعمل کا اظہار تھیں اور ان سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ قوم اس فتنے کے خلاف بیدار ہے۔ قرآن بورڈ نے بھی اپنی سطح پر اداروں کو متوجہ کرنا شروع کیا۔

2022 کا عدالتی موڑ:

بالآخر 2022 میں لاہور ہائی کورٹ نے ایک اہم فیصلہ دیا جس میں ہدایت کی گئی کہ FIA کے اندر ایک مخصوص، بااختیار، تربیت یافتہ یونٹ قائم کیا جائے جو توہینِ مذہب کے معاملات کو مؤثر طریقے سے دیکھ سکے۔ اس فیصلے کے نتیجے میں FIA نے "اینٹی بلاسفمی سیل" قائم کیا، جو ان شکایات پر باقاعدہ کارروائی کرنے لگا۔

مقدمات میں اضافے کی اصل وجہ:

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ مقدمات 2022 میں "شروع" نہیں ہوئے، بلکہ ان پر کارروائی 2022 کے بعد ممکن ہوئی کیونکہ اب ایک ادارہ جاتی بنیاد موجود تھی۔ 2017 سے 2022 کے دوران جمع ہونے والی ہزاروں شکایات

اب فالو اپ میں آنا شروع ہوئیں، اور یہی وجہ ہے کہ مقدمات کی تعداد 2022 کے بعد بڑھی۔

روئیداد قرآن بورڈ اجلاس:

﴿روئیداد اجلاس کمیٹی﴾

پنجاب قرآن بورڈ کا 58واں اجلاس مورخہ 2025-01-21 بروز منگل بوقت 11:30 بجے دن، بمقام پنجاب قرآن بورڈ، اپر مال سکیم، لاہور میں زیر صدارت جناب حافظ فضل الرحیم چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں درج ذیل ممبران نے شرکت فرمائی۔

1۔ حافظ فضل الرحیم	چیئرمین	2۔ ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی	ممبر
3۔ مولانا طاہر عقیل اعوان	ممبر	4۔ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری	ممبر
5۔ ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان	ممبر	6۔ ڈاکٹر شاہدہ پروین	ممبر
7۔ سیدہ معصومہ نقوی	ممبر	8۔ محمد اسلم ترین	ممبر
9۔ سید احسن محمود شاہ	ممبر	10۔ مولانا عبدالوہاب روپڑی	ممبر
11۔ محمد معاذ ظفر SSP (نمائندہ ڈی آئی جی اسپیشل برانچ)	ممبر	12۔ حافظ کلیم اللہ احمد (OS/R&D) (نمائندہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب)	ممبر
13۔ محسن امین (IS-III) S.O (نمائندہ ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ داخلہ)		14۔ عمر دراز (ایڈمنسٹریٹو آفیسر پنجاب قرآن بورڈ)	
15۔ عابد حسین (اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب قرآن بورڈ)			

Administrative Officer
Punjab Quran Board
Auqaf And Religious Affairs
Department

اجلاس کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کے بعد عمر دراز ایڈمنسٹریٹو آفیسر پنجاب قرآن بورڈ نے کہا کہ جناب چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ نے فرمایا ہے کہ صحت خرابی کی وجہ سے مجھے بولنے میں دشواری ہے اور میری طرف سے پنجاب قرآن بورڈ کی اجلاس کی کاروائی عمر دراز ایڈمنسٹریٹو آفیسر پنجاب قرآن بورڈ جاری رکھیں گے۔ اس کے بعد ممبران کی توجہ ایجنڈا اجلاس کی طرف مبذول کروائی۔

ایجنڈا نمبر 1:

توہین مذہب، توہین قرآن پاک کے سوشل میڈیا پر بڑھتے ہوئے واقعات کو روکنے کے حوالے سے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

عمر دراز ایڈمنسٹریٹو آفیسر پنجاب قرآن بورڈ:

نے کہا کہ توہین قرآن مجید و توہین مذہب کے حوالے سے پنجاب قرآن بورڈ کو درخواستیں موصول ہوئی ہیں اور سوشل میڈیا پر توہین قرآن مجید و توہین مذہب کے حوالے سے ہونے والا پراپیگنڈا کی بابت چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ نے آج کا ہنگامی اجلاس بلایا ہے۔ سوشل

[illegible]

اسکے خلاف قانونی کاروائی کر کے پنجاب قرآن بورڈ کو آگاہ کرنے کا کہا گیا جس کے تمام شواہد پنجاب قرآن بورڈ کے پاس محفوظ ہیں۔

جس پر ایڈیشنل ڈائریکٹر FIA سائبر کرائم لاہور نے اپنا جواب بذریعہ لیٹر بھجوایا کہ پنجاب قرآن بورڈ کی جانب سے موصول شدہ درخواستوں پر قانونی کاروائی کرتے ہوئے مقدمات درج رجسٹرڈ کیے ہیں جن کی FIR نمبر 166/23، 203/23، 57/24، 59/24، 90/24، 135/24، 107/23، 56/23 ہیں اور انکی کاپیز پنجاب قرآن بورڈ کو بھجوائی گئی۔ مزید جن publically فیس بک اکاؤنٹس کے لنکس کو بھجوایا گیا تھا اس میں سے 11 فیس بک اکاؤنٹس پر مختلف درخواست گزاروں کی طرف سے دی گئی درخواستوں پر قانونی کاروائی کرتے ہوئے مقدمات درج ہو چکے ہیں جن کی FIR نمبر 175/24، 192/24 ہیں بقیہ فیس بک اکاؤنٹس کے خلاف ضابطے کی کاروائی جاری ہے اس بابت سوشل میڈیا پر سپیشل برانچ اور NCHR کی رپورٹس بھی گردش کر رہی ہیں جن میں ان ملزمان کے خلاف کاروائی کو مخصوص بزنس گینگ کا نام دیا جا رہا ہے اس بابت قانون نافذ کرنے والے اداروں سے رپورٹ طلب کی گئی تھیں جو کہ یہاں موجود ہیں قانون نافذ کرنے اداروں کے نمائندوں نے کہا کہ اس مسئلہ پر پہلے علماء کرام اپنی رائے دیں۔

مولانا طاہر عقیل اعوان:

نے کہا کہ سوشل میڈیا پر توہین قرآن مجید و توہین رسالت ﷺ اس انداز سے ہو رہی ہے کہ قرآن پاک کے اوپر اپنا مادہ گرایا جاتا ہے اور اس کی ویڈیو بنائی جاتی ہے مزید کہ اپنے مخصوص اعضاء پر اللہ، رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت کے نام لکھ کر سوشل میڈیا پر شیئر کیے جاتے ہیں۔ میں آپکو بتاؤں تو جو لوگ اس گھناؤنے فعل میں پکڑے جا چکے ہیں ان ملزمان سے ریکور شدہ قرآن پاک پر موجود مادہ کا ڈی این اے پوزیٹو آئے ہیں۔ ڈی این اے پوزیٹو کا مطلب ہے کہ جو مادہ قرآن پاک پر انہوں نے گرایا وہ ثابت ہو چکا اور ڈی این اے پوزیٹو آنے کا مطلب اس کا جرم ثابت ہو چکا ہے۔ قرآن مجید جیسے مقدس کتاب کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور یہ کرنے والوں لوگوں کی سہولت کاری بھی کی جا رہی ہے۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر اسپیشل برانچ کی ایک رپورٹ بازگشت کر رہی ہے۔ سپیشل برانچ کے نمائندے یہاں موجود ہیں میں ان سے پوچھوں گا کہ اس رپورٹ کی بابت ان کے پاس کیا معلومات ہے کیونکہ انہوں نے اسکو باقاعدہ بزنس گینگ کہا ہے جو کہ پورے پنجاب قرآن بورڈ کو ہی اس میں ملوث کر دیا ہے۔ 60 سے 70 کے قریب ایسے ملزمان ہیں جو قرآن بورڈ کی سفارشات پر پکڑے گئے ہیں تو قرآن بورڈ بھی اس میں ملوث ہوا جو کہ پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران کی تذلیل ہے ان کیسوں کی درست پیروی کے لئے پراسیکیوٹر جنرل پنجاب کو سفارشات بھجوائی جائیں کہ ان کیسوں کی پیروی کے لیے سپیشل ٹیم تعینات کی جائے۔ یہ گروپ اپنی پہچان Mazhabi، Unlimited، Hijabi اور Incest کے نام سے کرواتا ہے ان پر بھی پابندی لگائی جائے۔

Administrative Officer
Punjab Quran Board
Auqaf And Religious Affairs
Department

چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ:

چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ نے نمائندہ سپیشل برانچ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس پر وضاحت کریں۔

محمد معاذ ظفر SSP:

نے کہا کہ میرے علم میں اس طرح کی کوئی رپورٹ نہ ہے جس پر انہیں رپورٹ مہیا کی گئی۔ انہوں نے رپورٹ کو اجلاس میں پڑھ کر سنایا اور کہا کہ اس رپورٹ کا مجھے علم نہ ہے سوشل میڈیا پر غیر مصدقہ خبریں چلتی رہتی ہیں جنکی کوئی حیثیت نہ ہے مزید یہ کہ اس طرح کے جرائم میں ملوث افراد کی سرکوبی کے لیے لاہور اور ہیڈ کوارٹر میں موجود سوشل میڈیا سیل کو متحرک کریں گے اور یہ کیس درج کرنے کا دائرہ کار FIA کا ہے

باب 4

توہین کی نوعیت:

ایک ایسا زخم جس کا ذکر بھی روح کو چیر دیتا ہے۔

اس کتابچے کا یہ باب شاید سب سے زیادہ بھاری، سب سے زیادہ تکلیف دہ، اور سب سے زیادہ حساس ہے۔ اسے لکھتے ہوئے ہاتھ لرز رہے ہیں، اور دل گواہی دے رہا ہے کہ اس طرح کی تفصیلات کو بیان کرنا خود ایک کرب اور آزمائش ہے۔ مگر مجبوری یہ ہے کہ اگر ہم ان جرائم کی حقیقت بیان نہ کریں تو نہ ریاست کو اندازہ ہو گا کہ ہم کس عفریت سے لڑ رہے ہیں، نہ معاشرہ اس فتنے کے اصل چہرے کو پہچان سکے گا۔

میں اس باب کے آغاز میں قاری سے معذرت کرنا چاہتا ہوں:

باخدا، یہ سطور لکھتے ہوئے میں روتا رہا ہوں۔ یہ الفاظ لکھنا میرے لیے آسان نہیں تھا، جیسے آپ کے لیے انہیں پڑھنا آسان نہیں ہو گا۔

مگر سچ کا بیان لازم ہے—کیونکہ خاموشی جرم کو طاقت دیتی ہے، وضاحت اس کے خاتمے کا آغاز ہوتی ہے۔

یہ باب روتی ہوئی آنکھوں سے لکھا ہے! یہ عام توہین نہیں یہ پورنوگرافک توہین ہے

پاکستان میں جاری حالیہ مقدمات میں جو مواد برآمد ہوا ہے، وہ محض گستاخی نہیں۔ یہ پورنوگرافک توہین ہے — ایسی قبیح، شیطانی اور انسانیت سوز حرکتیں جن کے تصور سے بھی روح کانپ جاتی ہے۔

یہ وہ جرم ہے جس میں:

1. مقدس ہستیوں کے نام جسم کے ناپاک حصوں پر لکھ کر تصاویر اور ویڈیوز بنائی گئیں۔

جرم صرف لکھ دینا نہیں، جرم یہ ہے کہ جسم کے وہ حصے، جن کا ذکر بھی انسان کو شرمندہ کر دیتا ہے، ان پر رسول اللہ ﷺ، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا دیگر مقدس توقیعات کے نام لکھے گئے۔

پھر یہ تصاویر بنائی گئیں، انہیں اپ لوڈ کیا گیا، اور ایک دوسرے کے ساتھ شئیر کیا گیا۔

یہ جرم صرف قانون کے خلاف نہیں، یہ انسانیت کی آخری لکیر کے خلاف ہے۔

2. جائے نماز پر مباشرت اور اس کی ویڈیوز بنانا

کچھ ملزمان کے فون اور لیپ ٹاپ سے ایسی ویڈیوز ملی ہیں جن میں جائے نماز کو جنسی عمل کی جگہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔

یہ جرم سوچ کر بھی بدن کانپ جاتا ہے — کیونکہ جائے نماز وہ جگہ ہے جہاں بندہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے، گناہوں کی معافی مانگتا ہے، روح پاک ہوتی ہے۔ اس جگہ کو ایک فحش حرکت کی بنیاد بنانا محض توہین نہیں یہ شیطان کی خوشنودی ہے۔

3. قرآنِ مجید کے اوپر مشت زنی کرنا

کچھ کیسز میں قرآنِ مجید کے نسخوں پر مشت زنی کے نشانات ڈی این اے کی صورت میں پائے گئے۔اس سے بڑھ کر شرمناک، دردناک اور روح کو چیر دینے والی حرکت کا تصور بھی ناقابلِ برداشت ہے۔

یہ صرف کتاب کی توہین نہیں، یہ اللہ کے کلام پر حملہ ہے۔ایسا جرم صرف قانون کا نہیں، وجود کا جرم ہے۔

4. امہات المومنین اور صحابہ کرام کے نام پر جنسی کہانیاں لکھنا

کئی ملزمان کے فون سے ایسی "fictional stories" برآمد ہوئیں جو دراصل:

- جنسی فحاشی
- کردار کشی
- اور تقدس کی بے حرمتی کا ملغوبہ تھیں۔

ایسی کہانیوں میں امہات المومنینؓ، صحابہ کرامؓ، اور مقدس شخصیات کو فحش کردار بنا کر پیش کیا گیا۔یہ وہ مقام ہے جہاں زبان رک جاتی ہے، عقل بے بس ہو جاتی ہے، اور الفاظ خیانت محسوس ہوتے ہیں۔

یہ کیوں بتایا جا رہا ہے؟ یہ سب کچھ لکھنا آسان نہیں تھا۔

لیکن اگر ہم جرم کی شدت نہیں بتائیں گے تو کس بنیاد پر ریاست کو سمجھائیں گے کہ یہ مقدمات عام نوعیت کے نہیں؟

یہ وہ جرم ہے:

- جس سے پوری امت کا دل زخمی ہوتا ہے۔
- جس کا ارتکاب کرنے والا معاشرے کے لیے خطرناک ترین نفسیاتی پروفائل رکھتا ہے۔
- اور جس کی سزا میں تاخیر معاشرے میں مزید فتنہ اور اشتعال پیدا کرتی ہے۔

یہ تفصیلات صرف اسی لیے بیان کی گئی ہیں کہ ریاست کو احساس ہو کہ یہ مقدمات چند "ٹیکسٹ پیغامات" یا "بحث و مباحثے" کے نہیں — یہ تقدس کی بربادی کے منظم واقعات ہیں۔

(قاری سے دوبارہ معذرت)

میں دوبارہ معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو یہ پڑھنا پڑا۔ باخدا، میں نے اس حصہ کو تحریر کرتے ہوئے وقفے وقفے سے ہاتھ روکے، آنکھیں صاف کیں، اور اللہ سے دعا کی کہ اسے پڑھنے والا بھی اس فتنے کی شدت سمجھے، نہ کہ اس کی تفصیل میں کبھی جانے کی کوشش کرے۔

یہ باب اس لیے لکھا گیا ہے کہ جرم کو جرم کے سائز میں دکھایا جائے، اسے چھپایا نہ جائے، اور نہ ہی نرم سے نرم تر لفظوں میں ہلکا کر کے پیش کیا جائے۔

باب 5 : بیانیہ کب بدلا؟

رخ موڑنے کی ایک خاموش مہم

توہینِ مذہب کے مقدمات پاکستان میں ایک مستقل حساسیت کے ساتھ زیرِ بحث رہے ہیں۔ یہ مقدمات محض قانونی کاروائیاں نہیں بلکہ عوامی جذبات، مذہبی عقیدے، اور ریاستی حساسیت کا ایک نازک امتزاج ہیں۔ تاہم ان مقدمات کے گرد جو بیانیہ گذشتہ چند برسوں سے پنپ رہا تھا، وہ ایک خاص نظم وضبط کے تحت چل رہا تھا: عدالتیں شواہد لیتی تھیں، گواہوں کے بیانات قلمبند ہوتے، اور قانون اپنے روایتی انداز میں فیصلہ سناتا۔

2017 سے لے کر 2022 تک توہینِ مذہب سے متعلق شکایات اور مقدمات کا ایک تسلسل ضرور موجود رہا، لیکن اس میں کوئی غیر معمولی شدت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ یہ تمام معاملات قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے عدالتوں میں نمٹائے جا رہے تھے۔ کسی مقام پر یہ تاثر نہیں پایا گیا کہ عدالتی نظام یا ریاستی ادارے کسی دباؤ کے تحت کام کر رہے ہیں، یا یہ کہ عوام الناس کسی منصوبہ بند مہم کے تحت افراد پر الزامات عائد کر رہے ہیں۔ ہر کیس اپنے الگ حقائق، شواہد اور نوعیت کے ساتھ عدالت کے سامنے آتا اور اسی بنیاد پر فیصلے صادر ہوتے۔

پھر 2022 میں ایک اہم پیش رفت سامنے آئی، جب لاہور ہائی کورٹ نے ایک حکم کے ذریعے فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی (FIA) کو ہدایت دی کہ وہ

ادارے کے اندر ایک ایسا مخصوص یونٹ قائم کرے جو توہینِ مذہب سے متعلق کیسز کی تکنیکی، عدالتی اور تفتیشی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اس حکم کی روشنی میں "اینٹی بلاسفیمی سیل" کا قیام عمل میں آیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب گزشتہ کئی برسوں سے جمع ہوتی ہوئی شکایات، جو محض کاغذی فائلوں میں دبی ہوئی تھیں، اب باقاعدہ قانونی عمل سے گزرنے لگیں۔ نتیجتاً مقدمات کی تعداد میں اضافہ ضرور ہوا، لیکن یہ اضافہ ایک ادارہ جاتی عمل کا فطری نتیجہ تھا، نہ کہ کسی سازش یا گروہی تحریک کا عکاس۔

تاہم، حالات نے ایک غیر متوقع کروٹ اُس وقت لی جب جولائی 2024 میں "فیکٹ فوکس" نامی ویب سائٹ پر ایک رپورٹ شائع ہوئی، جو بظاہر صحافت کے پردے میں ایک متنازع سیاسی بیانیے کی پرچارک تھی۔ یاد رہے کہ فیکٹ فوکس ایک ایسی ویب سائٹ ہے جس پر پاکستان میں قانونی طور پر پابندی عائد ہے۔ اس کے باوجود، اس پلیٹ فارم سے شائع ہونے والی رپورٹ نے پاکستان کے اندرونی قانونی معاملات میں ایک غیر فطری خلل ڈالنے کی کوشش کی۔

رپورٹ کے مطابق، جنوری 2024 میں پنجاب پولیس کے شعبہ خُفیہ — یعنی سپیشل برانچ — نے ایک خفیہ رپورٹ مرتب کی جس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ ملک میں ایک منظم گروہ کام کر رہا ہے، جو لوگوں کو جھوٹے توہینِ مذہب کے الزامات میں پھنسا کر ان سے مالی فوائد حاصل کرتا ہے۔ رپورٹ نے اس مبینہ گروہ کو Blasphemy" "Business Group کا نام دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ گروہ لوگوں کو سازشی انداز میں مقدمات کا نشانہ بناتا ہے۔

یہ رپورٹ منظرِ عام پر آتے ہی صورتحال یکسر بدل گئی۔ جو بیانیہ اس سے قبل عدالتوں، پولیس، یاخود ملزمان کے خاندانوں کی جانب سے پیش نہیں کیا گیا تھا —وہ اچانک مرکزی گفتگو کا محور بن گیا۔ اس سے قبل کسی بھی عدالت میں، کسی پولیس رپورٹ میں، یا کسی ایف آئی آر میں ''ٹریپمنٹ'' کا ذکر تک نہیں آیا تھا۔ حتیٰ کہ ان مقدمات میں ملوث افراد کے اہلِ خانہ بھی کبھی اس بات پر زور نہیں دیتے رہے کہ یہ کوئی سازش ہے یا ان کے پیاروں کو کسی نیٹ ورک نے جھوٹے الزام میں پھنسادیا ہے۔

یقیناً سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کو واقعی پھنسادیا گیا ہوتا تو اس کی سب سے پہلی کوشش یہی ہوتی کہ وہ عدالت میں یہ مؤقف اختیار کرے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی مؤقف اس رپورٹ کے منظرِ عام پر آنے سے پہلے کہیں بھی ریکارڈ پر موجود نہیں۔

فیکٹ فوکس کی رپورٹ کے بعد جس انداز سے میڈیا، سوشل میڈیا اور خاص قسم کے این جی او نیٹ ورکس نے اس بیانیے کو بڑھاوا دیا، وہ بذاتِ خود سوال اٹھاتا ہے کہ آیا یہ سب ایک منصوبہ بند مہم کا حصہ تو نہیں؟ اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہمیں ان رپورٹس کا بغور مطالعہ کرنا ہو گا کہ آیا ان کی بنیاد میں صداقت ہے، یا یہ ریاست، دین، اور قانون کے خلاف فکری انتشار پیدا کرنے کی کوشش ہے۔

اسی غرض سے ہم اگلے باب میں ان دونوں رپورٹس یعنی سپیشل برانچ پنجاب پولیس کی مبینہ رپورٹ اور فیکٹ فوکس کی خبر کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

باب 6 : متنازع بنیاد

فیکٹ فوکس رپورٹ کا جائزہ

جولائی **2024** میں منظرِ عام پر آنے والی فیکٹ فوکس کی رپورٹ نے توہینِ مذہب کے مقدمات کو لے کر پاکستان میں ایک نیا فکری محاذ کھول دیا۔ بظاہر یہ رپورٹ "تحقیقی صحافت" کے نام پر شائع ہوئی، لیکن اس کے اندر جو مواد، طرزِ اظہار، اور افراد شامل ہیں — وہ سب اس رپورٹ کی ساکھ کو مشکوک بنا دیتے ہیں۔ اس باب میں ہم صرف یہ نہیں دیکھیں گے کہ رپورٹ میں کیا کہا گیا، بلکہ یہ بھی سمجھیں گے کہ یہ کہاں سے آ رہی ہے، کون کہہ رہا ہے، اور کیوں؟

جھوٹ اور ابہام کی آمیزش:

فیکٹ فوکس کی رپورٹ کا سب سے پہلا اور گمراہ کن دعویٰ یہ ہے کہ یہ سپیشل برانچ پنجاب پولیس کی مکمل تفتیش اور تحقیق کے بعد تیار کردہ رپورٹ پر مبنی ہے۔ حالانکہ لاہور ہائی کورٹ کی ایک سماعت کے دوران ڈی آئی جی سپیشل برانچ فیصل راجہ خود اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ ایسی کوئی تفتیش نہ ہوئی، اور جس رپورٹ کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ صرف ایک "سورس رپورٹ" تھی — یعنی قیاسی معلومات کا غیر مصدقہ خاکہ، جسے نہ کبھی باضابطہ تفتیشی دستاویز تسلیم کیا گیا، نہ ہی عدالت میں بطور شہادت پیش کیا جا سکتا ہے۔

رپورٹ میں کچھ بیانات شامل ضرور کیے گئے ہیں، لیکن اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا گیا کہ یہ بیانات واقعی کسی ایسے شخص کے ہیں جو کسی توہینِ مذہب

کے مقدمے میں باقاعدہ نامزد ملزم رہا ہو۔ صحافت کے مسلمہ اصولوں کے مطابق کسی بھی بیان کی قانونی یا اخلاقی وقعت اسی وقت قائم ہوتی ہے جب اس کے ماخذ، حیثیت، اور قانونی ریکارڈ تصدیق ساتھ موجود ہو۔ یہاں سب کچھ مبہم، غیر مصدقہ اور قیاسی ہے۔

ملکیت کا تنازع اور فکری آلودگی

فیکٹ فوکس کی ساکھ پر دوسرا بڑا دھچکا اس کی ملکیت کے تنازع سے جڑا ہے۔ ایک طرف احمد نورانی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ادارہ اس کی ملکیت ہے، جبکہ دوسری طرف وقاص گورایا بھی اس ادارے کی ملکیت کا دعویٰ کر چکا ہے — اور دونوں کے بیانات ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔

یہ محض ملکیتی اختلاف نہیں بلکہ ایک فکری لنک ہے جو معاملے کی نوعیت کو سنگین بنا دیتا ہے۔ وقاص گورایا وہی شخص ہے جس کا تعلق ان گروپس سے رہا ہے جو 2017 میں "بھینسا" اور "موچی" جیسے گستاخ پیجز کے ذریعے دینِ اسلام، صحابہ کرام، ازواجِ مطہرات اور شعائرِ دین کو نشانہ بناتے رہے۔ اس کی گستاخی کسی قیاس یا الزام پر نہیں، بلکہ موجود، محفوظ اور ثابت شدہ شواہد پر مبنی ہے۔

یہی نہیں، فیکٹ فوکس کے دیگر مرکزی کارکنان میں قندیل عظیم اور سونیا خان خٹک شامل ہیں۔ احمد نورانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ دونوں خواتین اس کی صحافتی ٹیم کا حصہ ہیں۔ مگر ان افراد کی فکری پوزیشن بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں:

- قندیل عظیم نے کئی بار گستاخی کو "آزادیٔ اظہار" کا حصہ قرار دیا ہے۔
- جبکہ سونیا خان خٹک وہ شخصیت ہیں جو عقیدۂ ختم نبوت کی منکر ہیں۔

ان حالات میں فیکٹ فوکس کی ساکھ (Credibility) کا اعتبار کرنا ممکن نہیں۔ یہ وہ ادارہ ہے جو گستاخوں، منکروں اور لادین عناصر سے بھرا ہوا ہے — اور نہ صرف یہ کہ اس کا نظریاتی جھکاؤ اسلام دشمنی کی طرف ہے، بلکہ اس کی صحافت بھی کسی بین الاقوامی یا پیشہ ورانہ معیار سے مطابقت نہیں رکھتی۔

ریاست کے خلاف بیانیہ سازی:

فیکٹ فوکس کی رپورٹ کا انداز محض اطلاعاتی یا تحقیقی نہیں، بلکہ واضح طور پر پاکستانی ریاست، اس کے اداروں، اور عوامی مذہبی جذبات کے خلاف ایک منظم ذہنی حملے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ رپورٹ میں ریاستی اداروں کو "مافیا"، قانون کو "ظلم"، اور عدالت کو "استبداد" کا نمائندہ بنا کر پیش کیا گیا۔ یہ وہ زبان ہے جو صحافت کی نہیں، بلکہ بیانیہ سازی کی ہے — اور اس کا ہدف پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔

نتیجہ:

فیکٹ فوکس کی یہ رپورٹ کسی بھی زاویے سے ایک معتبر، تحقیق شدہ اور غیر جانبدار صحافتی تحریر نہیں کہی جا سکتی۔

یہ ایک ایسا بیانیہ ساز ہتھیار ہے جو لادین عناصر کے ہاتھ میں دے کر ریاست، عدلیہ، دین اور عوام کے درمیان نفرت، بدگمانی اور فکری انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں بیانیہ بدلا گیا ایک جعلی صحافت کے ذریعے، ایک جعلی سورس کے ذریعے، اور ایسے افراد کے ذریعے جو اسلام کے بنیادی عقائد پر حملہ آور

رہے ہیں۔

اگلے باب میں ہم اس رپورٹ کا دوسرا جز سپیشل برانچ کی مبینہ رپورٹ ایک علیحدہ تحریری تجزیے میں رکھیں گے۔

ڈی آئی جی فیصل راجہ سورس رپورٹ:

Form No. HCJD/C-121

ORDER SHEET
IN THE LAHORE HIGH COURT LAHORE
JUDICIAL DEPARTMENT

Writ Petition No.4431 of 2025

Sajid Iqbal Lashari. Vs. Federation of Pakistan etc.

Sr. No. of order/ proceedings.	Date of order/ proceedings.	Order with signature of Judge and that of parties or counsel, where necessary.
	24.01.2025	Petitioner in person. Rana Sher Zaman Akram, Assistant Advocate General with Faisal Ali Raja, DIG Special Branch. Mr. Sher Khalid Assistant Attorney General with Sarfraz Chaudhary Addl: Director FIA.

Faisal Ali Raja, DIG Special Branch entered appearance on behalf of Additional Inspector General of Police Special Branch, Lahore (respondent No.7). Faisal Ali Raja DIG was confronted with the questions that whether the Special Branch at its own level made any effort to verify the contents of the source report before dispatching it to the concerned quarters and he candidly conceded by giving answer in the negative. Faisal Ali Raja DIG added that the report was entirely based upon the source information and the Special Branch neither verified its correctness nor conducted any probe to ascertain the truth behind it. He further added that for the purpose of verification of the contents so received from the source, a report was prepared and dispatched to the office of DG FIA for further investigation. It is equally important to mention here that Sarfraz Chaudhry, Addl. Director FIA was also subjected to query that whether the contents of the source report forwarded by the Special Branch have been verified or not. In response thereto, Sarfraz Chaudhry, Addl. Director FIA seeks a short adjournment to submit in writing the stance of FIA about the said report.

ATTESTED
Copy Supply Section
Lahore High Court, Lahore

ان میں ایک خاتون قندیل عظیم نام کی ہیں اور ایک سونیا خان خٹک اور ان دونوں کے متعلق ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ یہ اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کی منکر ہیں۔

باب 7 : سورس رپورٹ یا سچائی کا اعلان؟

سپیشل برانچ کی متضاد دستاویزات کا مقدمہ

جب ریاستی ادارے کسی داخلی اطلاع کو قلمبند کرتے ہیں تو وہ ہر گز یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ حقیقت کا آخری حرف ہے۔ بلکہ یہ دستاویزات اکثر ایک ابتدائی تجزیہ، ایک داخلی تشویش، یا کسی ممکنہ خطرے کی طرف ابتدائی اشارہ ہوتی ہیں نہ یہ عوامی بیانیے کے لیے ہوتی ہیں، نہ صحافتی شہ سرخیوں کے لیے۔

لیکن جب کسی ایسی ابتدائی سطح کی داخلی رپورٹ کو "حقیقت" بنا کر پیش کیا جائے، اور اس پر بیانیے کی پوری عمارت کھڑی کر دی جائے، تو سوال صرف سچائی کا نہیں رہتا، بلکہ نیت، مقصد اور سمت سب کٹہرے میں آجاتے ہیں۔

فیکٹ فوکس کی رپورٹ نے جس مرکزی بنیاد پر اپنا مقدمہ قائم کیا، وہ دراصل سپیشل برانچ پنجاب پولیس کی مبینہ رپورٹ تھی۔ اس رپورٹ کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ جنوری 2024 میں تیار کی گئی اور اس میں انکشاف کیا گیا کہ ملک میں ایک ایسا منظم گروہ کام کر رہا ہے جسے "Blasphemy Business Group" کا نام دیا گیا—اور جو بقول رپورٹ کے، معصوم افراد کو جھوٹے توہین مذہب کے مقدمات میں ملوث کر کے ان سے مالی فوائد

حاصل کرتا ہے۔

یہ دعویٰ سننے میں چونکا دینے والا ضرور تھا، لیکن جب اسی رپورٹ کی بنیاد پر لاہور ہائی کورٹ میں پٹیشن داخل کی گئی، تو پردہ فوراً چاک ہو گیا۔ ڈی آئی جی سپیشل برانچ نے عدالت کے سامنے باقاعدہ تسلیم کیا کہ یہ رپورٹ محض ایک "سورس رپورٹ" تھی — نہ اس پر کوئی رسمی انکوائری ہوئی، نہ کوئی گراؤنڈ ورک، نہ تفتیش، اور نہ ہی اس میں بیان کیے گئے الزامات کی کوئی قانونی حیثیت موجود تھی۔

یہ اعتراف ایک صحافتی سانحہ تھا — کیونکہ جس دستاویز کو فیکٹ فوکس نے ریاست کی داخلی خود احتسابی کا "ثبوت" بنا کر پیش کیا، وہ درحقیقت ایک غیر مصدقہ، قیاسی اور بے بنیاد نوٹ تھا۔

لیکن معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا۔ سپیشل برانچ کی درپردہ موجود دو رپورٹس ایک انگریزی اور ایک اردو اس کہانی کو مزید پیچیدہ اور قابلِ توجہ بنا دیتی ہیں۔

انگریزی رپورٹ کو زیادہ "مصنوعی طور پر" پیش کیا گیا۔ یہ وہی رپورٹ ہے جو فیکٹ فوکس کے دعووں کی بنیاد بنی۔ اس میں کہا گیا کہ سوشل میڈیا گروپس میں ایک منظم گروہ لڑکیوں کے جعلی ناموں سے سادہ لوح افراد سے رابطہ کرتا ہے، ان کے ساتھ مذہبی گستاخی پر مبنی مواد شیئر کرتا ہے، پھر وہ "سادہ لوح" لوگ اس مواد پر غیر ذمہ دار تبصرے کرتے ہیں۔ پھر مبینہ بلاسفمی بزنس گروپ ان تبصروں کو اپنے ذاتی نمبروں پر بھجواتے ہیں اور بعد ازاں ایف آئی اے کے ذریعے ان کے مقدمات تیار کیئے جاتے ہیں۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ اس رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ "فیلڈ سٹاف" کی رپورٹ ہے۔

دوسری طرف اردو رپورٹ جو اسی ادارے کے اندر سے جاری ہوئی، ایک

بالکل مختلف منظر نامہ پیش کرتی ہے۔ اس میں الزام ہے کہ پہلے سے بنائے گئے واٹس ایپ اور فیس بک گروپس میں مواد ڈالا جاتا ہے۔ پھر "معصوم" شکار کو کوئی لالچ دیا جاتا ہے، جیسے نوکری کی پیشکش، اور اسی بہانے سے انہیں مواد شیئر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہیں بلاک کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ مواد ڈیلیٹ نہ کر سکیں۔ پھر کسی لڑکی سے ملاقات کا جھانسہ دیا جاتا ہے اور موقع پر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ اس رپورٹ کو "سورس رپورٹ" کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یہ تضاد نہ صرف ادارہ جاتی شفافیت پر سوال اٹھاتا ہے، بلکہ اس بات کو بھی ثابت کرتا ہے کہ فیکٹ فوکس نے ان دستاویزات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا۔— صرف ان جملوں اور پہلوؤں کو اجاگر کیا جو ان کے بیانیے کے لیے مفید تھے، اور باقی کو نظر انداز کر دیا۔

اس ساری صورتحال کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سپیشل برانچ جیسے حساس ادارے کی خفیہ، غیر مصدقہ اور ابتدائی نوعیت کی اندرونی رپورٹ کو نہ صرف لیک کیا گیا، بلکہ اس پر ایک مکمل صحافتی مہم بھی کھڑی کر دی گئی — جس کے اثرات ریاستی اداروں، عدالتوں، اور عوامی اعتماد پر براہِ راست پڑے۔

کیا یہ محض صحافت تھی؟ یا پھر کسی ایسے ایجنڈے کی عکاسی تھی جو پاکستان کے اندر ریاست، مذہب اور قانون کے بیچ فکری خلیج پیدا کرنا چاہتا ہے؟

اختتامیہ:

سپیشل برانچ کی مبینہ رپورٹ، بظاہر ایک ریاستی اطلاع، در حقیقت ایک غیر

تصدیق شدہ، متضاد اور ناقابلِ اعتماد مسودہ ہے۔ اس پر جو بیانیہ تعمیر کیا گیا، وہ بھی نہ صرف فکری طور پر گمراہ کن ہے بلکہ ریاستی سالمیت کے لیے خطرناک رجحانات کو جنم دیتا ہے۔

سورس رپورٹ:

Form No. HCJD/C-121

ORDER SHEET
IN THE LAHORE HIGH COURT LAHORE
JUDICIAL DEPARTMENT

Writ Petition No.4431 of 2025

Sajid Iqbal Lashari. Vs. Federation of Pakistan etc.

Sr. No. of order/ proceedings.	Date of order/ proceedings.	Order with signature of Judge and that of parties or counsel, where necessary.
	24.01.2025	Petitioner in person. Rana Sher Zaman Akram, Assistant Advocate General with Faisal Ali Raja, DIG Special Branch. Mr. Sher Khalid Assistant Attorney General with Sarfraz Chaudhary Addl: Director FIA.

Faisal Ali Raja, DIG Special Branch entered appearance on behalf of Additional Inspector General of Police Special Branch, Lahore (respondent No.7). Faisal Ali Raja DIG was confronted with the questions that whether the Special Branch at its own level made any effort to verify the contents of the source report before dispatching it to the concerned quarters and he candidly conceded by giving answer in the negative. Faisal Ali Raja DIG added that the report was entirely based upon the source information and the Special Branch neither verified its correctness nor conducted any probe to ascertain the truth behind it. He further added that for the purpose of verification of the contents so received from the source, a report was prepared and dispatched to the office of DG FIA for further investigation. It is equally important to mention here that Sarfraz Chaudhry, Addl. Director FIA was also subjected to query that whether the contents of the source report forwarded by the Special Branch have been verified or not. In response thereto, Sarfraz Chaudhry, Addl. Director FIA seeks a short adjournment to submit in writing the stance of FIA about the said report.

ATTESTED
Copy Supply Section
Lahore High Court, Lahore

انگریزی رپورٹ:

Confidential

Special Report

THE BLASPHEMY BUSINESS - A SUSPICIOUS GANG IS TRAPPING YOUTH IN BLASPHEMY CASES & EXTORTING MONEY FROM THEM AFTER APPROACHING FEDERAL INVESTIGATION AGENCY (FIA) IN RAWALPINDI & ISLAMABAD

1. The field staff of this agency reported that there is a gang of some suspicious persons, based in Rawalpindi/Islamabad who are trapping simple youth in blasphemy cases and referring their cases to FIA. Reportedly, this gang is the complainant in about ninety percent blasphemy cases reported to and registered by FIA. A number of men and women are part of this gang which is reportedly headed by [redacted]) who poses as a worker of [redacted]. A lawyer, [redacted] is also part of this gang. They have formed an organization named [redacted] and are normally operating under its banner.

Modus Operandi

2. The gang is operating in the following manner:

   a. They have formed different WhatsApp and Facebook groups on social media. Initially they lure and add youth in their groups. They then share critical, sensitive and controversial contents in these groups through the gang members. While chatting in groups, less qualified, not-so-aware of the sensitiveness of the contents, or simpleton youth pass some irresponsible comments and controversial remarks. The gang members, by trick, lure/ask that boy to send these remarks or comments to their personal numbers. These comments are saved and a case is prepared for FIA through connivance of some elements in the agency as well.

   b. Usually, the initiator of controversial remarks is called through some girl and negotiated for some settlement. Later on, in case of failure or non-agreement, his case is sent to FIA. Some of their social media groups **are: United Mazhabi Story, Laiba Mazhabi King, Azad Mazhabi Ilam etc.** The gang members are full time busy in such activities. Sources of their funding are not known. [redacted], one of the gang members, [redacted] and was involved in kidnapping-cum-murder case [redacted] in 2022 which later on ended in a compromise. They are working in an organized manner and they have set their targets to trap and implicate a large number of persons. They also publish and distribute leaflets in twin cities warning public against acts of blasphemy and arrange seminars over the issue.

انگریزی رپورٹ:

Confidential

c. Reportedly, this gang has got 21 FIRs registered in FIA Cyber Crime Reporting Center, Rawalpindi since September 2022 and 10 of their complaints are in the process of inquiry.

(Detail report in vernacular is attached as Annexure)

Analysis

According to human rights groups, blasphemy laws in Pakistan have been exploited for persecuting minorities, and for settling personal rivalries - often against other Muslims and not as much for protecting religious sensibilities.

The current issue is very serious and critical. These miscreants and anti-social elements are trapping simple and innocent youth in concocted blasphemy cases, which is unlawful not only in Islam but also is a crime under prevailing law of the land. They are running their illegal network in the name of Islam. Prima facie they seem to be either working on some foreign agenda and/or blackmailing less qualified and simple youth for extortion. The situation requires thorough and exhaustive probe.

Recommendations

i. FIA may be directed to launch a thorough probe to dig out discreet activities of the gang. Those found involved in illegal and anti-social activities may be proceeded against under relevant laws.

ii. FIA may also conduct forensics of mobile phones of the complainants of blasphemy incidents committed on cyber space, to determine the actual source of the crime.

....

اردو رپورٹ:

Annexure

رپورٹ متعلق لیگل کمیشن آف بلاسفیمی پاکستان

بذریعہ سورس معلوم ہوا ہے کہ راولپنڈی اسلام آباد سمیت ملک بھر ایک گروہ توہین مذہب، توہین مقدس شخصیات، مقدس کتب کی آڑ میں مختلف افراد بالخصوص نوجوان طبقے کو پلاننگ کے ذریعے ٹارگٹ کر کے ان کے خلاف FIA سائبر کرائم میں مدعی مقدمہ بنتے اور اپنے پورے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے ان کا ٹرائل شروع کروا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے فی الوقت سینکڑوں افراد اس وقت جیل میں ہیں FIA سائبر کرائم اس وقت Blasphemy سے متعلق 90% سے زائد کیسز میں اسی گروہ کے افراد مدعی ہیں اس گروہ کا مرکزی کردار شیراز احمد فاروقی ولد فیروزالدین شناختی کارڈ نمبر۔61101-6788473-3 موبائل نمبر۔0333-5451620 ہے جس کے ساتھ متعدد مرد و خواتین شامل ہیں اس کے لیے انہوں نے ایک وکیل راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ موبائل نمبر۔0334-5375607 کو بھی ساتھ ملا رکھا اور اپنے نیٹ ورک کو قانونی شکل دینے کے لیے ایک کمیشن "Legal Commission on Blasphemy Pakistan" بنا رکھا ہے بذریعہ سورس اطلاعات و معلومات کے مطابق یہ افراد مختلف Whatsapp اور Facebook Groups کا استعمال کرتے ہیں جن میں گستاخانہ مواد کی تشہیر کی جاتی ہے۔ ان گروپس میں شامل ہونے والے افراد بالخصوص نوجوان لڑکوں کو مختلف لڑکیوں کے نمبرز کے ذریعے دوستی یا نوکری وغیرہ کا جھانسہ دے کر ان سے دوبارہ اس مواد کو اپنے نمبرز پر بھجوایا جاتا ہے اور پھر فوراً اس نمبر کو بلاک کر دیا جاتا ہے تا کہ کوئی اس کو ڈیلیٹ نہ کر سکے بعض اوقات ایسے شخص کو کسی لڑکی کو استعمال کر کے بلوایا جاتا ہے اور پھر خود اس کو پکڑ کر اس کے موبائل سے اپنی چیٹ وغیرہ ڈیلیٹ کر کے FIA کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کہ ایک غیر قانونی عمل ہے یہ عمل بھی قابل ذکر ہے کہ ان گستاخانہ مواد کے گروپ ایڈمن بھی اسی گروہ میں سے ہیں جو کہ باقاعدہ اس سارے عمل کی نگرانی کر رہے ہوتے ہیں اس طرح ایک Whatsapp گروپ میں گروپ ایڈمن کے طور پر استعمال ہونے والا نمبر 0346-021991128 راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ سے منسوب رہا ہے چند معلوم ہونے والے Facebook اور Whatsapp گروپ بنام United Mazhabi, Story Group, Laiba Mazhabi King, Azadi, Mazhabi Alima وغیرہ شامل ہیں ان گروپس کے ٹارگٹ بننے والے افراد میں سے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان جو ان کے چنگل میں پھنس جانے کے بعد ایسا جرم کر بیٹھتے ہیں جس کی سزا سزائے موت ہے اور ان کے خلاف کاروائی سیکشن ii 2016PECA، 109,298,298-A،295(A,B,C) تعزیرات پاکستان کے تحت عمل میں لائی جاتی ہے۔

اس گروپ کے مرکزی کردار شیراز احمد فاروقی متعدد کیسوں میں مدعی ہے اور مختلف FIA دفاتر کے لیے اپنے ایڈریس اس بنا کے حساب سے تحریر کرتا ہے جیسا کہ راولپنڈی کے لیے اپنا پتا فلیٹ نمبر E-1 اوقاف پلازہ جامعہ مسجد روڈ راولپنڈی جب کہ اسلام آباد کے لیے اپنا ایڈریس آفس نمبر 2 فرسٹ فلور صادق چیمبر G7 اسلام آباد درج کرتا ہے اور خود کو TLP کا رکن بھی ظاہر کرتا ہے اس گروہ کے دیگر افراد جو کہ متعدد کیسوں کے فریق ہیں ان میں راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ کے علاوہ محمد سعید، شہزاد خان، محمد رضوان، عمر نواز، کامران ادریس، چوہدری سعید انور، میاں عمران، حافظ لیاقت منظور کمبوہ، عبداللہ سلطان اور غضنفر علی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ گروہ اس وقت تک گستاخانہ مواد کی تشہیر کی آڑ میں اب تک سینکڑوں افراد کو اپنا ٹارگٹ بنا چکے ہیں جبکہ سورس کی اطلاع کے مطابق ان لوگوں نے اپنا ٹارگٹ بنا چکے ہیں جبکہ سورس کی اطلاع کے مطابق ان لوگوں نے اپنا ٹارگٹ ہزاروں کی تعداد میں پہلے سے طے کیا ہوا ہے جو کہ ان کے مقاصد کو مزید عیاں کرتے ہیں۔ مزید برآں ان افراد نے اپنے آپ کو کل وقتی اس کام کے لیے مصروف کیا ہوا ہے جس کی مد میں آنے والے تمام اخراجات بشمول ٹرانسپورٹ، وکلا کی فیس، رہائش و دیگر معاملات کے لیے خرچ وغیرہ کا کوئی بھی ظاہری ذریعہ آمدن نہ ہے جو کہ ایک باعث تشویش عمل ہے۔ اس کے علاوہ FIA میں مدعی مقدمہ بنتے ہوئے 4 سے 6 ماہ

اردو رپورٹ:

...کے اپنے موبائل فون حوالے FIA کرنے ہوتے ہیں جن کی قیمت لاکھوں روپے مالیت تک ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عموماً فرنزک رپورٹ کے عمل میں کافی وقت لگ جاتا ہے جبکہ ان گستاخانہ گروپس کے ایڈمن اور مدعی کی جانب سے ڈیلیٹ شدہ موبائل فون کے بارے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی جس کی وجہ سے ایسے واقعات میں روزانہ کی بنیاد پر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس گروپ کا سرگرم رکن اور وکیل راؤ عبدالرحیم کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ 2012 میں ...[illegible] ... اس کے خلاف بین الاقوامی جریدے "The Guardian" نے اس کو ایک "Militant lawyer" کے طور پر ایک آرٹیکل میں تحریر کیا تھا ... [illegible] ... سے بہت متاثر ہے اور اکثر و بیشتر عدالت میں اس واقعہ کا تذکرہ کرتا ہے۔ اس کے بعد مذکورہ مورخہ 09-06-22 کو سید عبداللہ شاہ ولد سید ناصر علی شاہ ... [illegible] ... شخص سے اغوا اور قتل کے مقدمہ نمبر 342/22 مورخہ 09-06-22 بجرم 302,365 ت پ تھانہ شالیمار اسلام آباد میں بھی ملوث تھا جو کہ بعد ازاں ... [illegible] ... FIA/CCRC راولپنڈی میں ماہ ستمبر/اکتوبر 2022 تا دسمبر 2023 میں بعد از انکوائری FIR's 21 درج ہوئی ہیں جبکہ 10 انکوائریز ... [illegible] ... ان تمام FIR's اور انکوائریز کے مدعی اسی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔

تجزیہ:

درج بالا حقائق و معلومات کے تناظر میں حاصل شدہ تجزیہ ذیل ہے

نمبر ا۔ پورے پاکستان میں اس وقت یہ گروہ توہین رسالت کے مذہب کے نام پر متعدد کیسز میں مدعی ہیں۔

نمبر ۲۔ اس گروپ میں شامل افراد کی معاشی حالت اتنی مستحکم نہ تھی کہ یہ لوگ دین کی خدمت کے نام پر اپنا بزنس اس طریقے سے چلا سکتے۔

نمبر ۳۔ اس گروپ کا کل وقتی انحصار اور وقت دینا اور اتنی تعداد میں موبائل فون بسلسلہ فرانزک FIA کے حوالے کرنا اور دیگر تمام اخراجات کو برداشت کرنا ایک سوالیہ نشان ہے۔

نمبر ۴۔ ایسے واقعات میں ٹارگٹ کیے گئے افراد میں سے اکثر کو FIA سے قبل خود پکڑا اور پھر موبائل سے مرضی کا ڈیٹا ڈیلیٹ یا سینڈ کر کے پھر FIA کے حوالے کرنا ایک تشویشناک عمل ہے۔

نمبر ۵۔ یہ گروہ ایک خاص ایجنڈے کی تکمیل کر رہا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اپنا ٹارگٹ سینکڑوں سے شروع کر کے ہزاروں کی تعداد میں لے کر رکھا ہے جو کہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس میں کوئی ممکنہ طور پر خفیہ ہاتھ یا فنڈنگ بھی شامل ہو سکتی ہے۔

نمبر ۶۔ اس گروپ نے خود کو مذہبی رنگ دے کر ملک میں مذہب جیسے حساس پہلو کا بھرپور استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے کوئی بھی شخص ان کے خلاف ... [illegible] ... ہے بلکہ ایسے کسی بھی شخص کو گستاخی کا حمایتی قرار دے کر اس کو جان کا خطرہ لاحق قرار دے دیا جاتا ہے

نمبر ۷۔ اس گروپ کی جانب سے جہاں بالخصوص نوجوان طبقے کو بذریعہ خواتین ٹارگٹ کر کے پھنسایا جاتا ہے وہیں اپنے گروپ ایڈمن ... [illegible] ... ایک ہی گروپ سے ... [illegible] ... ہونے کے بارے معاملہ مزید غور طلب ہو جاتا ہے۔

نمبر ۸۔ مدعی مقدمہ مختلف درخواستوں میں اپنے ایڈریس وغیرہ بھی غلط تحریر کرتے ہیں جو کہ ایک مشکوک عمل ہے اس ضمن میں اس گروہ کے مقاصد کو مزید نمایاں کرتے ہیں۔

نمبر ۹۔ یہ گروہ مختلف واقعات پر بنائے گئے ویڈیوز بھی منظر عام کرتے ہیں جس کی مد میں آنے والے الزامات کے حوالے سے کوئی امر واضح نہ ہے۔

نمبر ۱۰۔ اگر یہ معاملہ ایسے ہی چلتا رہا تو مستقبل قریب میں یہ ایک بہت بڑے مذہبی مسئلے کی شکل اختیار کر جائے گا۔

اردو رپورٹ:

سفارشات:-

[illegible] پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جہاں اسلامی اقدار ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔ مزید تحقیق سے [illegible] مذہبی [illegible] مذہب کی آڑ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ایسی کاروائیاں کر رہا ہیں اور اس ضمن میں ذاتی اقدامات کیے جاتے ہیں [illegible] پاکستان نہ صرف ملک کے اندر بلکہ بین الاقوامی دنیا میں بھی کسی بھی قسم کی مزید انتہا پسندی اور مذہبی منافرت کا متحمل نہ ہو سکے اس صورت حال [illegible] اقدامات کی جاتی ہیں

- FIA سائبر کرائم ونگ کو ہدایت کی جائے کہ ایسے ملزمان کے علاوہ ان گستاخانہ گروپ ایڈمن کے خلاف بھی کاروائی عمل میں لائی جائے تاکہ [illegible] کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔
- ایک آزاد اور خود مختار کمیشن کی تشکیل دی جائے تاکہ ایسے مذہبی گروہوں کے مقاصد کو واضح کیا جا سکے اور ان کے فنڈز وغیرہ کی بابت جانچ پڑتال کی جا سکے۔
- FIA سائبر کرائم میں [illegible] قانونی تمام ملزموں اور مدعیوں کے موبائل فونز کی فرانزک ایک الگ ادارے سے کروائی جائے تاکہ ایک [illegible] رپورٹ کی بنیاد [illegible] سے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔

......

باب 8: تحقیق یا تاثر سازی؟

نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ کا تنقیدی جائزہ

پاکستان میں توہینِ مذہب کے حساس ترین مقدمات پر جب نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق (NCHR) نے رپورٹ شائع کی، تو بہت سے حلقوں نے اسے ایک آزاد ادارے کی غیر جانبدار تحقیق تصور کیا۔ لیکن جب رپورٹ کو غور سے پڑھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک تحقیقاتی رپورٹ نہیں، بلکہ ایک

پہلے سے بنائے گئے مفروضے کے گرد گھومتی ہوئی بیانیہ ساز تحریر ہے — جس میں تضادات، قیاس آرائیاں، قانونی سقم، اور شفافیت کی شدید کمی پائی جاتی ہے۔

متضاد بیانیہ:

کمیشن اور سپیشل برانچ کی رپورٹیں ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں جس مبینہ طریقہ واردات کا ذکر کیا ہے، وہ سپیشل برانچ پنجاب پولیس کی رپورٹ سے بالکل مختلف ہے۔

کمیشن لکھتا ہے:

> "لاہور اور اسلام آباد کے نیٹ ورکس کے مابین ایک خاص پیٹرن اور ربط دکھائی دیتا ہے۔ مختلف افراد نے ایک ہی جیسے فرضی زنانہ ناموں کا استعمال کیا۔ ملزمان نے بار بار بیان دیا کہ ان سے رابطہ کرنے والی کوئی لڑکی اکثر اسپین کے نمبر یا جعلی فیس بک آئی ڈی سے رابطہ کرتی تھی، جس کے نتیجے میں انہیں ایک Honey Trap میں پھنسا دیا گیا۔ بعد ازاں انہیں توہین آمیز اور فحش Facebook یا WhatsApp گروپس میں شامل کیا گیا، جہاں ان سے کہا گیا کہ وہ قابل اعتراض مواد کو ری شیئر کریں۔"

یہ بیانیہ نہ صرف سپیشل برانچ کی دونوں رپورٹس (اردو و انگریزی) سے مختلف ہے بلکہ حقائق، واقعات اور عدالتی بیانات سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ یوں لگتا ہے جیسے کمیشن نے پہلے نتیجہ طے کیا اور پھر اس کے گرد واقعات تراش لیے۔

اعداد و شمار کا تضاد:

الفاظ نہیں، ثبوت چاہیے۔

رپورٹ میں درج ملزمان کی تعداد بھی کمیشن کی سنجیدگی پر سوال اٹھاتی ہے۔
ایک مقام پر رپورٹ کہتی ہے کہ 2023 میں 331 ملزمان ایسے تھے جن پر توہینِ مذہب کے الزامات عائد کیے گئے، جبکہ 2024 میں یہ تعداد 767 بتائی گئی ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ 767 افراد کی یہ تعداد بغیر کسی فہرست، ریکارڈ یا حوالہ کے دی گئی ہے۔ نہ کسی ایف آئی آر کا ذکر، نہ کسی عدالت کی سماعت، نہ قیدیوں کے نام، نہ جیل ریکارڈ۔ صحافتی یا عدالتی معیار کے تحت ایسے اعداد ایک صفحہ رنگنے کے سوا کچھ نہیں۔

جعلی ای میل کا مقدمہ

رپورٹ کے صفحہ نمبر 47 پر کمیشن نے ایک ای میل کا عکس شائع کیا جس کے بارے میں دعویٰ ہے کہ یہ اڈیالہ جیل سے ایک ملزم نے بھیجی۔ اس ای میل میں لکھنے والے نے اپنی کہانی بیان کی اور کمیشن سے مدد کی درخواست کی۔

لیکن معاملہ یہ ہے کہ اڈیالہ جیل میں قیدیوں کو ای میل بھیجنے کی سہولت ہی دستیاب نہیں۔ اس حقیقت کی تصدیق جیل حکام سے ممکن ہے، اور عمومی قاعدہ قانون کے تحت جیل سے انٹرنیٹ پر براہ راست رسائی ممنوع ہے۔

یہ سوال اس ای میل کی ساکھ کو زمین بوس کر دیتا ہے۔ اگر یہ ای میل جعلی تھی، تو کمیشن نے اسے رپورٹ میں شامل کر کے نہ صرف اپنی غیر جانب داری کو متاثر کیا بلکہ تحقیقات کو شعوری طور پر مشکوک بنانے کی کوشش کی۔

ضمیمہ C: وہ رپورٹ کہاں سے آئی؟

رپورٹ کے صفحہ 15 سے 17 تک کے سیکشن چہارم میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ 25 جولائی 2024 تک کمیشن کو 200 سے زائد شکایات موصول ہو چکی تھیں، جن میں سے ایک شکایت کے ساتھ سپیشل برانچ کی رپورٹ بھی منسلک تھی۔ اس دعوے کو "ضمیمہ C" میں دکھایا گیا ہے جہاں 8 مئی 2024 کو لکھی گئی ایک شکایت کے ساتھ سپیشل برانچ کی رپورٹ نتھی ہے۔

یہاں دو ممکنات ہیں:

1. اگر یہ رپورٹ واقعی اسی 8 مئی والی شکایت کے ساتھ موصول ہوئی، تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایک ایسی رپورٹ جو نہ تو شائع ہوئی، نہ سرکاری طور پر جاری کی گئی—وہ ایک عام شکایت کنندہ کے پاس کیسے پہنچی؟
2. اگر رپورٹ کسی دوسری شکایت کے ساتھ منسلک تھی، تب بھی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ کیونکہ کمیشن کی رپورٹ خود کہتی ہے کہ یہ اپڈیٹ 25 جولائی کی ہے—جبکہ فیکٹ فوکس نے سپیشل برانچ کی رپورٹ کو پہلی بار 29 جولائی 2024 کو عوامی سطح پر شائع کیا۔

یعنی کسی شکایت کنندہ کے پاس 25 جولائی سے بھی قبل ایسی رپورٹ موجود تھی جو کبھی عوام الناس کے لیے شائع ہی نہیں ہوئی تھی اور جو 29 جولائی سے پہلے کسی کے علم میں ہی نہیں تھی۔ یہ سنجیدہ نوعیت کا تضاد ہے—اور صاف ظاہر کرتا ہے کہ یا تو رپورٹ لیک ہوئی، یا کمیشن نے بیانیہ سازی کے لیے اس کا استعمال قبل از وقت کیا۔

انویسٹیگیشن بیورو (IB) کی جھوٹی نسبت

رپورٹ کے صفحہ 59 پر کمیشن کی "آرڈر شیٹ" شامل ہے، جس کے پیراگراف 6 میں دعویٰ کیا گیا کہ کمیشن نے IB کی طرف سے جاری کردہ ایک رپورٹ کا بھی جائزہ لیا ہے۔ لیکن وفاقی حکومت کی نمائندگی میں IB نے عدالت میں تحریری طور پر جمع کرایا ہے کہ ایسی کوئی رپورٹ کبھی تیار ہی نہیں کی گئی۔

یہ ایک براہِ راست جھوٹ پر مبنی دعویٰ ہے جو نہ صرف رپورٹ کی ساکھ بلکہ کمیشن کی دیانتداری پر بھی سوال اٹھاتا ہے۔

قانونی تقاضوں کی خلاف ورزی:

کمیشن نے اس معاملے میں عدالتی حیثیت سے تحقیقات کیں اور رپورٹ کو آرڈر شیٹ کے طور پر شائع کیا۔ ایسی صورت میں یہ قانونی تقاضا ہوتا ہے کہ الزام علیہان کا مؤقف سنا جائے۔ خاص طور پر جب سپیشل برانچ کی رپورٹ میں چند شہریوں کو اس مبینہ گروہ کارکن ظاہر کیا گیا، تو ان افراد کو کمیشن کی طرف سے سنا جانا قانونی واخلاقی طور پر لازم تھا۔

لیکن کمیشن نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ یکطرفہ بیانیہ اختیار کرتے ہوئے ان افراد کو صفائی کا موقع دیے بغیر "گناہ گار" ظاہر کر دیا۔

یہ وہی خامی ہے جس کی بنیاد پر لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ سپیشل برانچ کی رپورٹ کی بنیاد پر کوئی ایڈورس ایکشن نہیں لیا جا سکتا — کیونکہ رپورٹ نہ مکمل ہے، نہ تحقیق شدہ، نہ فریقین کو سنا گیا۔

نتیجہ: کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

نیشنل کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ تحقیق سے زیادہ تاثر سازی کی دستاویز معلوم ہوتی ہے۔ اس میں وہ تمام خصوصیات مفقود ہیں جو کسی عدالتی معیار یا صحافتی وقار کا حصہ ہوتی ہیں:

شفافیت، شواہد، شمولیت، تصدیق، اور غیر جانب داری

جب ای میل جعلی ہو، اعداد غیر مصدقہ ہوں، رپورٹس کی آمد مشکوک ہو، اور قانونی تقاضے نظر انداز کیے گئے ہوں۔ تو سوال صرف یہ نہیں کہ اس رپورٹ پر اعتبار کیوں نہ کیا جائے، بلکہ اصل سوال یہ ہے:

اس رپورٹ پر اعتبار کیا ہی کیسے جا سکتا ہے؟

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی رپورٹ میں شائع ہونے والی ای میل جس کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ اڈیالہ جیل سے لکھی گئی۔

Fwd: Re: "Meeting of NCHR team in Adiala Jail with Blasphemy Cases accused persons on Oct 26, 2023."

From: [redacted]
To: [redacted]
Date: Wednesday, July 31, 2024 at 11:08 AM GMT+5

------ Original Message ------

Subject: Re: "Meeting of NCHR team in Adiala Jail with Blasphemy Cases accused persons on Oct 26, 2023."
Date:2024-04-28 03:19 [redacted]
From:[redacted]
To:[redacted]

On Fri, Apr 26, 2024, 3:15 AM [redacted] wrote:

To,
[redacted]
National Commission for Human Rights (NCHR).

Respected Ma'am,
My name is [redacted], aged 32, resident of Karachi and currently imprisoned in Adiala Jail since October, 2022. I am writing to recall you about the subject matter. A team of three representative (2 male & 1 female) from NCHR visited Adiala Jail, Circle 4 (Special Pehra) on Oct 26, 2023 to meet under-trial prisoners of blasphemy cases. We all had been interviewed one by one in detail. We had explained each and everything about how we were trapped, ulterior motives of group of complainants namely [redacted]", and corruption of FIA and their common interests with complainants, your team have noted everything with list of 120+ youngsters imprisoned in Adiala Jail. This number have been increased to 150+ now.

It is inquire you about update and aftermath of that meeting, it's been Six months to that meeting, we have been waiting for a help, NCHR is the only light of hope for us. We are all educated youth incarcerated for the accusation of blasphemy with death penalty. Our life, career, family, everything is on stake.

Please help,
Looking forward to hear from you soon.

Best Regards,
[redacted]
Prisoner of Adiala Jail Rawalpindi,
FIR# 30/2022 (FIA Rwp).

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کا بے بنیاد دعویٰ کے انھیں سپیشل برانچ کی رپورٹ ایک شکایت کے ساتھ موصول ہوئی جو کہ اس وقت منظر عام پر موجود ہی نہ تھی۔

4. UPDATE (25 July, 2024)

NCHR also received additional complaints and requests from over 100 inmates from Camp Jail in Lahore and 100 inmates from Adiala Jail in Rawalpindi, all concerning their arrests on blasphemy charges. In response, NCHR conducted follow-up visits to the jails in June 2024 to meet with the prisoners.

Unfortunately, the number of prisoners charged with blasphemy had risen substantially from earlier NCHR visits in October and November 2023. The data reveals a stark, accelerating rise in blasphemy-related incarcerations over recent years, with numbers surging from just 11 cases in 2020 to 767 by mid-2024. This increase is particularly pronounced in Punjab, where cases jumped dramatically, totalling 594 as of July 2024. Comparatively, other provinces report far lower figures, with Sindh at 120 cases, Khyber Pakhtunkhwa (KP) at 64, and 2 reported in Balochistan. This trend indicates not only a nationwide escalation but also highlights Punjab as the epicentre of these charges, suggesting a need for focused examination of systemic and regional factors at play.

The lists detailing the number of incarcerated prisoners per province are provided in **Annexure B**

No. of Prisoners Incarcerated for Blasphemy by Year	
2020	11
2021	9
2022	64
2023	213
2024 (as of 22nd Feb, 2024)	475
(as of 25th July, 2024)	767

Provincial Breakdown (as of 25th July, 2024)	
Punjab	581
Sindh	120
KP	64
Balochistan	2

Report by the Special Branch of Punjab Police, titled "The Blasphemy Business", submitted along with a complaint, (complaints attached at **Annexure C**) supports NCHR's findings and highlights similar patterns of arrest and suggesting potential exploitation of blasphemy laws.

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کا خود ساختہ دعویٰ کہ انھوں نے بلاسفیمی کے متعلق آئی بی کی جاری کردہ رپورٹ بھی دیکھی ہے۔

barracks where the individuals accused of blasphemy are housed. This setup is intended to protect these prisoners from potential harm by other inmates but results in significant human rights violations. Detainees often face coercion, invasion of privacy and are even pressured to engage in criminal activities.

5. During probe, NCHR also received an application dated 11. 6. 2024 on the allegations of torture, degrading and inhuman treatment of accused persons while in FIA remand. The application highlighted the death of a blasphemy accused namely Husnain Ali aged 29-30 years in Adiala Jail Rawalpindi. Inquiry report by the Oversight Committee of the Commission highlighted that the prisoner was admitted to the jail on 20.12.2023 with marks of torture which were reported by the jail authorities to CPO Rawalpindi and Deputy Director FIA. Copy of the said information was also submitted by the jail authorities to the concerned Judicial magistrate under Sec 30 (Inquiry report of Oversight Committee is at Annexure C)
6. Additionally, NCHR also came across reports from IB and Special Branch which corroborated the findings of the Commission. Despite these being internal documents, the SB Report entitled The Blasphemy Business has now become public with a report filed by a UK journalist Mr. Noorani.
7. In light of the above developments and the onslaught of umpteen emails received from families of accused, the Commission, exercising its statutory powers under Sec9 (a) and (i), held a hearing in presence of all Members of NCHR on the matter today i.e July 30th, 2024, calling key government stakeholders and few complainants for a comprehensive discussion on the issues raised, allowing both parties to present their perspectives and evidence. The hearing was attended by several petitioners, and representatives from the Ministry of Human Rights, Special Branch Punjab Police and the FIA. (List of attendees is at Annexure D).
8. At the onset, the petitioners were asked to highlight their issues and concerns.
9. The Petitioners were accompanied by their lawyer. A representative of the petitioners, whose brother is incarcerated under blasphemy charges, spoke on behalf of the other 88 petitioners- several of whom were present at

آئی بی کا عدالت میں دیا گیا جواب کہ انھوں نے ایسی کوئی رپورٹ نہیں لکھی۔

PARAWISE COMMENTS ON FACTS:

1. That the corresponding para of writ petition is formal, hence no comments.
2. That the corresponding para of writ petition is based on facts, hence no comments.
3. That the answering respondent is not privy to the report of Special Branch Punjab Police purported to be transmitted to respondent no. 4.
4. That as narrated in the corresponding para of petition, the FIRs have been lodged by respondent No. 4/ FIA, therefore, the information alleged in the content of corresponding para of petition could better be evaluated by FIA.
5. As the FIR's had been lodged by respondent no. 4/ FIA, therefore, the information alleged in the content of corresponding para of petition could better be evaluated by FIA.
6. That the information divulged in corresponding para of petition is factual in nature, hence, no comments.

-2-

7. That the information divulged in corresponding para of petition is factual in nature, hence, no comments.
8. That the information divulged in corresponding para of petition is factual in nature, hence, no comments.
9. That as narrated in corresponding para of petition that the report of the factfocus and the official correspondence of Addl. Inspector General of Police, Special Branch Punjab with Inspector General of Police Punjab, Director FIA Islamabad Zone, Additional Director FIA CCW Rawalpindi and Additional Director FIA CCW Lahore. The aforesaid report and correspondance is attributed to factfocus and the other officials, hence, the answering respondent could not endorse the contents of the report of correspondence.
10. That it is a matter of record annexed with the writ petition by the petitioners.
11. That it is alleged in corresponding para of petition that the petitioners have already requested Federal Government to constitute Commission of Inquiry on the special report of Special Branch. So, it does not fall within the domain of answering respondent.
12. That corresponding para of petition is legal and fall within the periphery of this honorable court to decide on merits in the best interest of justice.

PARAWISE COMMENTS ON GROUNDS:

a) That corresponding para of petition is legal.
b) That the content of corresponding para of writ petition is factual, hence no comments.
c) That the content of corresponding para of writ petition is factual, hence no comments.
d) That the content of corresponding para of writ petition is legal, hence no comments.
e) That the content of corresponding para of writ petition is legal, hence no comments.
f) That the content of corresponding para of writ petition is legal, hence no comments.
g) That Intelligence Bureau is a Division of the Federal Government responsible for matters relating and ancillary to federal intelligence and does not conduct investigations or interrogations into offenses.
h) Incorrect. That the answering respondent has checked the record, however, neither any such report has been prepared nor shared by the answering

Certified to be True Copy 11 FEB

باب 9

جعلسازی کا مقدمہ

وزارتِ داخلہ کو دی گئی جھوٹی درخواست کا انکشاف

ریاستی ادارے قانون کی بنیاد پر کھڑے ہوتے ہیں، اور قانون کی بنیاد ہوتی ہے سچائی، شفافیت، اور نیت کی درستگی۔ جب ریاست کے سب سے اہم اداروں میں سے ایک — وزارتِ داخلہ — کو کوئی تحریری درخواست موصول ہو، تو ریاست اسے صرف ایک کاغذ کا ٹکڑا نہیں سمجھتی بلکہ قانونی ایکشن کے قابل ایک اہم اطلاع تصور کرتی ہے۔ مگر جب وہی درخواست جعلسازی، فریب اور جھوٹ پر مبنی ہو، تو یہ صرف بدنیتی نہیں بلکہ ریاستی وقار کے خلاف ایک شعوری حملہ ہوتا ہے۔

یہی کچھ اگست 2024 کو ہوا، جب وزارتِ داخلہ کو ایک درخواست موصول ہوئی۔ یہ درخواست بظاہر توہینِ مذہب کے مقدمات میں ملوث 134 ملزمان کے لواحقین کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ درخواست میں لکھا گیا کہ یہ افراد بے گناہ ہیں، انہیں جھوٹے مقدمات میں پھنسایا گیا ہے، اور حکومت ان کی دادرسی کرے۔ ساتھ میں 134 افراد کے نام، شناختی تفصیلات، اور رہائشی علاقے بھی شامل کیے گئے۔

درخواست کے ساتھ جو بیانیہ منسلک کیا گیا، وہ یہ تھا کہ یہ "متاثرہ خاندانوں" کی طرف سے براہِ راست بھیجی گئی ہے — یعنی ایک براہِ راست عوامی اپیل۔ لیکن وقت نے جلد ہی ثابت کر دیا کہ یہ اپیل نہ تو عوامی تھی، نہ متاثرین کی طرف سے، اور نہ ہی سچ پر مبنی۔

وزارتِ داخلہ نے حسبِ ضابطہ اس درخواست کو فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی (FIA) کو بھیجا۔ چونکہ اس میں ملک کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے افراد کا ذکر تھا، اس لیے وزارت نے متعلقہ علاقائی دفاتر کو ہدایت جاری کی کہ وہ ان افراد سے رابطہ کریں، ان کی شکایات کی تصدیق کریں، اور مکمل رپورٹ پیش کریں۔

FIA لاہور زون کے حصے میں 39 افراد آئے۔ دفتر نے تمام افراد سے رابطے کی کوشش کی — فون، پتہ، ذاتی ملاقات — لیکن نتائج حیران کن اور ہوشربا تھے۔ ان میں سے زیادہ تر افراد نے مکمل لاعلمی کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے نہ تو ایسی کوئی درخواست بھیجی، نہ کسی وکیل کو اختیار دیا، نہ کسی "اجتماعی اپیل" کا حصہ بنے۔ کچھ پتوں پر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایسے کسی فرد کا وجود ہی نہیں تھا۔

ایف آئی اے نے یہ تفصیلات دستاویزی صورت میں واپس بھجوائیں۔ ان تفصیلات میں ایک جامع گوشوارہ تھا جس میں انفرادی طور ہر مبینہ درخواست کنندہ سے رابطے کی تفصیلات تھیں۔ اس کے علاوہ سب کو کال کرنے کا ڈیٹا یعنی سی ڈی آر بھی موجود تھی۔

یہ وہ لمحہ تھا جہاں ایک تحریری شکایت، ایک قانونی دستاویز سے بدل کر ایک باقاعدہ جعلسازی میں تبدیل ہو گئی۔

تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی کہ یہ درخواست ملزمان کے وکلا کی جانب سے بھیجی گئی تھی، لیکن اسے اس انداز سے مرتب کیا گیا جیسے یہ براہِ راست متاثرین کی طرف سے ہو۔ یعنی وکلا نے نہ صرف خود کو "ترجمانِ عوام" ظاہر کیا بلکہ وزارتِ داخلہ کو بھی جان بوجھ کر گمراہ کیا۔

یہ معمولی بات نہیں۔ یہ کوئی اخبار میں چھپا ہوا جھوٹا کالم نہیں، نہ سوشل میڈیا پر کیا گیا کوئی جذباتی دعویٰ۔ یہ ایک ریاستی ادارے کو باقاعدہ تحریری دستاویز کے ذریعے گمراہ کرنا تھا — جس کا مقصد صرف سیاسی یا قانونی فائدہ حاصل کرنا نہیں، بلکہ ریاستی مشینری میں شکوک، الجھن اور ہیجان پیدا کرنا تھا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں سوال صرف سچ اور جھوٹ کا نہیں رہتا، بلکہ نیت، طریقہ، اور سازش کا بنتا ہے۔

- یہ ایک غلط فہمی نہیں تھی۔
- 134 افراد میں سے اکثریت کو خبر نہ تھی کہ ان کے نام سے وزارتِ داخلہ کو درخواست دی گئی۔
- یہ سب ایک منصوبہ بند ذہنی فضا بنانے کی کوشش تھی، جس کا مقصد مقدمات کو اجتماعی شکل دے کر کسی بلاسفیمی گروپ کے وجود کو ثابت کرنا تھا۔

یہ معاملہ اس لیے بھی سنگین ہے کہ اسی کے گرد باقی تمام بیانیہ تشکیل پاتا ہے۔ اگر بنیاد جھوٹ پر ہو تو پوری عمارت مشکوک ہو جاتی ہے۔

یہاں ایک اہم سوال ہے:

کیا ہمیں ان افراد پر اعتبار کرنا چاہیے جو وزارتِ داخلہ جیسے ادارے کو جھوٹے بیانیے، جعلی شناخت، اور فرضی شکایتوں سے دباؤ میں لانا چاہتے ہیں؟

اور اگر نہیں تو پھر لازم ہے کہ ایسے عناصر کے خلاف واضح، غیر مبہم، اور مکمل قانونی کارروائی ہو۔ کیونکہ یہ صرف جعلسازی نہیں، ریاست سے بغاوت کی ایک خاموش شکل ہے۔

اختتامیہ:

وزارتِ داخلہ کو دی گئی یہ درخواست ریاستی نظام کو شعوری دھوکہ دینے کی دستاویز تھی۔ ایسے میں سوال صرف یہ نہیں کہ یہ جھوٹ کس نے بولا، بلکہ اصل سوال یہ ہے:

کیا ہم اپنے ریاستی اداروں کو اتنا کمزور سمجھتے ہیں کہ وہ جھوٹے کاغذوں، جعلی ای میلوں، اور فرضی اپیلوں سے بلیک میل ہو جائیں؟

اگر ہم نے آج اس جعلسازی پر خاموشی اختیار کی، تو کل ریاست کی ہر دیوار پر "جعلی انصاف" کی تحریریں لکھی جائیں گی اور اصل انصاف، صرف فائلوں میں دفن رہ جائے گا۔

وزارت داخلہ کو بھی گئی جعلی درخواست جس میں 134 افراد کے دستخط اور انگوٹھے موجود تھے، اس میں جوڈیشل کمیشن بنانے کی استدعا کی گئی تھی۔

To
The Secretary Interior
Ministry of Interiror,
Pak Secretariat, Islamabad.

on forward
JS(SP) 7/8
09/8/24

CONSTITUTION OF INQUIRY COMMISSION ON THE SPECIAL REPORT OF THE SPECIAL BRANCH, PUNJAB POLICE.

That we, fathers, mothers, brothers, sisters, spouses of the victims, more than 130 people are signatory of this application. *List of the same is annexed herewith.*
That an investigative journalist namely Ahmed Noorani, working for a Data-Based Investigative Journalism platform namely FactFocus, on 29th day of July, 2024 revealed / reported through the X handle of the said portal that special Branch of Punjab Police in the month of January, 2024 prepared a special report by the name of **"THE BLASPHEMY BUSINESS"- A SUSPICIOUS GANG IS TRAPPING YOUTH IN BLASPHEMY CASES & EXTORTING MONEY FROM THEM AFTER APPROCHING FIA IN RAWALPINFI & ISLAMABAD.**
Reportedly, this gang is the complainant in about 90 % blasphemy cases reported to and registered by FIA. A number of men and women are part of this gang which is headed by a lawyer Rao Abdur Rahim, Sheraz Ahmed Farooqi who poses himself as a worker of Tehreek-e-Labaik Pakistan (TLP) and there are many other members of this gang now. They have formed an organization named "Legal Commission on Blasphemy" and normally operate under its banner.
That there is a similar pattern and identical stories mentioned in the complaints / FIRs registered with the Cyber Crimes Wing of FIA.
That most of the victims, 70% of young boys and girls are in their twenties and even younger. 100% victims belong to poor or lower middle-class families, whereas 99.9% are Muslims.
That the frivolous cases registered against the victims, were in the year 2022 and onward and the victims includes software, civil, electrical, mechanical engineers, Hafiz-e-Quran, holding bachelors and master degrees in their relevant subjects.
That the victims mostly are captive in Adyala Jail Rawalpindi, Camp Jail and Kot Lakhpat Jail Lahore and Central Jail Karachi.

The Special Report along with official correspondence of Addl. Inspector General of Police, Special Branch Punjab with Inspector General of Police Punjab, Director FIA Islamabad Zone, Addl. Director FIA CCW Rawalpindi and Addl. Director FIA CCW, Lahore dated 04.01.2024, 09.01.2024 and 24.01.2024 respectively is annexed herewith.

That your good office is vehemently requested to constitute an independent inquiry commission under Commission of Inquiry Act, 2017, so that Innocent boys and girls may be exonerated from the frivolous cases.
It is also requested that the members of the gang, operating with their nefarious design, be taken to task, by initiating criminal proceedings against them.

Applicants

List of the applicants along with CNIC numbers is annexed.

cc to

باب 10

کمیشن یا کمین گاہ؟

آئین، عدالت اور ضمانتوں کے گرد رچی گئی چال

جب ریاست کے حساس ترین مقدمات میں عدالت خود کو تحقیقاتی ادارہ بنانا شروع کر دے، تو یہ عدلیہ کا اختیار نہیں، بلکہ اس کی حدود سے تجاوز شمار ہوتا ہے۔ پاکستان میں توہینِ مذہب کے حالیہ مقدمات کے تناظر میں جو اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن تشکیل دیا گیا — یا دیا جانا تھا — اس کے پیچھے جو دلائل پیش کیے گئے، وہ نہ صرف کمزور تھے بلکہ آئینِ پاکستان کے واضح احکامات سے متصادم بھی۔

کمیشن بنانے کا فیصلہ، اور اس کی معطلی:

4 اگست 2024 کو اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس سردار اعجاز اسحاق نے ایک عبوری فیصلہ سنایا جس میں کمیشن بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ اس فیصلے کے خلاف فوری اپیل دائر کی گئی، اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اپیل کی سماعت کے دوران عدالت نے خود تسلیم کیا کہ کمیشن بنانے کا فیصلہ آئینی، قانونی اور عدالتی لحاظ سے کمزور، بے بنیاد اور غلط تھا۔ نتیجتاً، اس فیصلے کو معطل کر دیا گیا۔

تاہم اس معطلی کے باوجود، یہ سوال باقی رہا: ایسا کمیشن بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور اگر ضرورت تھی بھی، تو کیا وہ آئین کے دائرے میں آتی تھی؟

آئینی خلاف ورزیاں—تینوں شرائط کی پامالی:

آئینِ پاکستان کی شق 193 اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ ہائی کورٹ بعض مخصوص شرائط کے تحت کمیشن تشکیل دے سکتی ہے۔ مگر یہ اجازت تین بنیادی شرائط سے مشروط ہے:

1. دائرہ اختیار: جس معاملے پر کمیشن بنایا جا رہا ہو وہ اسی عدالت کے قانونی دائرہ اختیار (territorial jurisdiction) میں آتا ہو۔
2. متبادل قانونی راستے نہ ہوں: جب کوئی اور تحقیقاتی یا انتظامی فورم (جیسے JIT، ٹریبونل، پارلیمانی کمیٹی) موجود نہ ہو۔
3. براہِ راست فریق ہونا: درخواست گزار خود اس تنازع میں براہِ راست متاثرہ فریق ہو۔

بد قسمتی سے جسٹس اعجاز اسحاق نے ان تینوں شرائط کو یکسر نظر انداز کیا:

- انہوں نے پورے پاکستان کے کیسز کو اپنے دائرۂ سماعت میں شامل کر لیا، حالانکہ ان کی آئینی حدود صرف اسلام آباد تک محدود تھیں؛
- JIT, FIA موجود ہونے کے باوجود پارلیمانی طریقہ کار کو استعمال نہیں کیا؛
- اور سب سے اہم، درخواست گزار متاثرہ ملزمان نہیں تھے، بلکہ ان کے اہل خانہ تھے—جو قانوناً "متاثرہ فریق" شمار نہیں ہوتے۔

یہ آئین، عدلیہ اور قانون تینوں کی خلاف ورزی تھی—اور یہی وجہ تھی کہ اعلیٰ عدالت نے اس فیصلے کو معطل کر کے اس پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔

کمیشن کا اصل مقصد: کھیل صرف زمانتوں کا تھا۔

اب سوال یہ نہیں رہا کہ کمیشن کیوں بنا، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کمیشن کے پردے میں اصل کھیل کیا تھا؟

اس سوال کا جواب قانونی نکات سے نہیں، عدالتی تاریخ اور حالیہ عدالتی رویوں سے ملتا ہے۔ پاکستان کے قانون میں کسی بھی مقدمے کی کارروائی اگر تاخیر کا شکار ہو تو ملزم کو ضمانت دی جا سکتی ہے — بشرطیکہ تاخیر کی ذمہ داری ریاست یا عدالت پر ہو، ملزم پر نہیں۔

یہاں پر سازش یوں ترتیب دی گئی:

- چونکہ درخواست ملزمان نے خود دائر نہیں کی تھی بلکہ ان کے اہل خانہ نے کی، اس لیے اگر عدالتی کارروائی کمیشن کے قیام کی وجہ سے رکتی تو ملزمان یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوتے کہ ہم نے تو خود کچھ کیا ہی نہیں؛
- اور چونکہ مقدمات رک چکے ہوتے، عدالت کے پاس تاخیر کی بنیاد پر ضمانت دینے کا قانونی جواز بن جاتا۔
- یوں براہِ راست خود کو فریق بنائے بغیر، ملزمان بیرونی راستے سے مقدمات کو مفلوج کروا کر ضمانتوں کی راہ ہموار کرتے۔

یہ محض مفروضہ نہیں رہا بلکہ یہ پوری حکمتِ عملی اب کھل چکی ہے۔

فیصلہ معطل ہوا، لیکن مقصد پورا ہوا، جیسے ہی کمیشن بنانے کا فیصلہ اپیل کے ذریعے معطل کیا گیا، زمانتوں کی بارش شروع ہو گئی۔

صرف ایک مثال کافی ہے:

طیب بن عارف ملعون وہ شخص جسے پاکستان میں سوشل میڈیا پر اسلام، نبی کریم ﷺ اور شعائرِ دین کے خلاف نفرت انگیز مہم کا بانی تصور کیا جاتا ہے اسے جعل سازی کے ذریعے ضمانت ملی اور وہ ملک سے فرار ہو گیا۔

یہ وہی ملزم ہے جسے "اس گناہِ عظیم کی بنیاد ڈالنے والوں" میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد اب تک کی اطلاعات کے مطابق:

- 37 زمانتیں ہو چکی ہیں۔
- ان میں سے 27 صرف جسٹس طارق محمود جہانگیری کی عدالت سے دی گئیں۔
- کسی ایک کیس میں بھی ضمانت میرٹ پر نہیں دی گئی — تمام ضمانتیں یا تو تاخیر یا سماجی دباؤ یا مشروط رعایت کے تحت دی گئیں۔

یہی تو اصل کھیل تھا۔

کمیشن صرف ایک آلہ تھا، اصل ہدف زمانتیں دلوانا تھا۔

یہ نہایت باریک اور خطرناک حکمت عملی تھی: ریاستی نظام کو "خود سے ہی" مفلوج کر کے فائدہ اٹھانا۔

اختتامیہ:

یہ بحث اب ختم ہو چکی ہے کہ کمیشن بننا چاہیے یا نہیں۔

عدالت نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ فیصلہ غلط تھا۔

لیکن یہ بحث ابھی باقی ہے کہ: کیا یہ سب کچھ اتفاقاً ہوا؟ یا یہ ریاستی اداروں کو کمزور کرنے، فتنے کو "قانونی چہرہ" دینے، اور مجرموں کو باعزت نکالنے کی ایک منظم اسکیم تھی؟

ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم کمیشن کے نام پر سچائی کو دفن ہونے دیں، یا ریاست کے قانون، عدالت اور عقیدے کو جھوٹ کی سیاست سے بچائیں۔

باب 11

قادیانی لابی

خفیہ ہاتھ یا کھلی مداخلت؟

پاکستان میں توہین رسالت ﷺ کے مقدمات پر اٹھنے والی حالیہ ہنگامہ خیزی کو اگر بغور دیکھا جائے تو اس کے پس منظر میں بہت سے پردہ نشینوں کے چہرے آشکار ہوتے ہیں۔ ان چہروں میں سب سے نمایاں قادیانی لابی کا کردار ہے—ایک ایسا کردار جو اب خفیہ نہیں رہا بلکہ دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ قوم کے سامنے آچکا ہے۔

یہ کوئی مفروضہ یا سازشی نظریہ نہیں، بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ایف آئی اے کی حراست، عدالتی ریکارڈ، اور بین الاقوامی نیٹ ورکس کے ذریعے کھل کر سامنے آئی ہے۔

ظہیر احمد ملک، ایک گرفتاری، کئی انکشافات

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان وہی ادارہ جو عاصمہ جہانگیر کی قیادت میں مذہبی اقلیتوں کے نام پر کئی بار ریاستی پالیسیوں پر حملہ آور رہا اسی ادارے سے منسلک ظہیر احمد ملک نامی شخص کو ایف آئی اے نے اس وقت گرفتار کیا جب وہ توہین رسالت ﷺ کے مقدمات میں ملوث قادیانی افراد کو رشوت دے کر چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی گرفتاری کے بعد ایک نہایت سنسنی خیز دستاویز سامنے آئی ایک خط جو اس نے قادیانی خلیفہ کو لکھا تھا۔

اس خط میں وہ اپنے "خلیفہ" کو نہ صرف تمام مقدمات کی پیش رفت سے آگاہ کر رہا تھا بلکہ یہ بھی دعویٰ کر رہا تھا کہ قادیانی کمیونٹی باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ان مقدمات کو ختم کرانے کے لیے کام کر رہی ہے۔

عثمان کریم الدین عدالتوں میں مفت جنگ؟

اس خط میں جس دوسرے اہم کردار کا ذکر ہے وہ عثمان کریم الدین ہے، جو ایک سپریم کورٹ کا وکیل ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ بلاسفیمی پروٹیکشن نیٹ ورک اور اس کے حمایتی بار بار اس بیانیے کو دہراتے ہیں کہ ملزمان کا تعلق غریب طبقے سے ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ عثمان کریم الدین جیسے مہنگے وکیل ان کے مقدمات مفت میں کیوں لڑ رہے ہیں؟

یہاں حقیقت واضح ہوتی ہے: عثمان کریم الدین کا تعلق قادیانی کمیونٹی سے ہے اور اس کا ان مقدمات میں بطور وکیل شامل ہونا بذاتِ خود اس لابی کے فعال کردار کو ثابت کرتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جیسے ہی عثمان کریم الدین ان

مقدمات میں نمودار ہوتا ہے، "انٹریپمنٹ" یعنی جال میں پھانسنے والی کہانی کا آغاز بھی وہیں سے ہوتا ہے۔ پہلے کبھی کسی ملزم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے نازیبا تصویر کا احتجاج کیا اور اسی پر مقدمہ قائم ہو گیا۔ یہ بیانیہ بعد میں گھڑا گیا، اور حیرت انگیز طور پر سوشل میڈیا پر بھی اسی وقت ایک نئی مہم کا آغاز ہوتا ہے۔

قادیانی نیٹ ورک کا زمینی تعاون

ظہیر ملک اور عثمان کریم الدین کے ساتھ ساتھ ایف آئی اے اور سماجی ذرائع سے ایک اور نام سامنے آتا ہے شاہد جاوید، جو موٹروے پولیس کا ایک اعلیٰ افسر ہے، اور قادیانی کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا بھی انہی مقدمات میں سرگرم کردار رپورٹ کیا گیا ہے۔

سونیا خٹک نظریاتی ہم آہنگی کا اقرار

اسی نیٹ ورک کی ایک اور فعال رکن سونیا خٹک ہے، جو ایکس (سابقہ ٹوئٹر) پر واضح طور پر ختم نبوت ﷺ کے عقیدے سے انکار کر چکی ہے۔ اس نے نہ صرف سوشل میڈیا پر ان مقدمات کے دفاع میں متواتر پوسٹس کیں، بلکہ اس بات کا بھی اقرار کیا کہ بیرونِ ملک ان مقدمات کے حق میں ہونے والے پروگراموں کو قادیانی کمیونٹی نے مالی طور پر سپورٹ کیا ہے۔

مین اسٹریم میڈیا منیزے جہانگیر کا کردار

یہ سارا نیٹ ورک صرف خفیہ نہیں، بلکہ میڈیا پر بھی پوری قوت سے متحرک ہے۔ منیزے جہانگیر—جو معروف وکیل آنجہانی عاصمہ جہانگیر کی بیٹی ہے—ان مقدمات کے حوالے سے مسلسل میڈیا پر سرگرم رہی ہیں۔ یہ جاننا

ضروری ہے کہ عاصمہ جہانگیر کے بارے میں یہ عام تاثر موجود ہے کہ ان کا تعلق قادیانی لاہوری فرقے سے تھا۔

نتیجہ یہ صرف قانونی جنگ نہیں، نظریاتی یلغار ہے

جب ہم تمام عناصر کو جوڑتے ہیں ظہیر احمد ملک، عثمان کریم الدین، شاہد جاوید، سونیا خٹک، منیزے جہانگیر، بیرون ملک گستاخوں کے حق میں پروگرام کروانے کیلیے اور قادیانی خلیفہ کو بھیجے گئے خفیہ خط—تو ایک ایسا جال واضح ہوتا ہے جس کا مقصد صرف چند افراد کی رہائی نہیں بلکہ پاکستان میں توہین رسالت ﷺ کے قوانین کو بے اثر کرنا ہے۔

یہ کتابچہ لکھنے کے دوران ایک اور بہت اہم خبر سامنے آئی کہ عثمان کریم الدین نے سپریم کورٹ میں ایک ملزم کی ضمانت کے ساتھ یہ پٹیشن دائر کی کہ توہین رسالت اور توہین مذہب کے مقدمات کو PECA (Prevention of electronic crimes act) کے دائرہ عمل سے نکال دیا جائے ۔یعنی اس انسان نے یہ قبیح حرکت کی کہ جہاں تک پیکا قوانین کا تعلق ہے، ایک ہی وار میں سبھی ملزمان کے رہائی کا راستہ نکل آئے۔ اگرچہ اس کی یہ کوشش ناکام ہوئی اور سپریم کورٹ نے اس پٹیشن کو رد کر دیا لیکن اس کی یہ کوشش اس قادیانی شدت مزاجی کو ظاہر کرتی ہے جس کے ساتھ یہ گستاخوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔

یہ وہی خواب ہے جو بین الاقوامی قادیانی نیٹ ورک عشروں سے دیکھ رہا ہے—کہ پاکستان سے ختم نبوت ﷺ کی قانونی حیثیت ختم ہو، اور قادیانی عقیدہ کو اسلام کا متبادل بنا کر عالمی سطح پر قبولیت دلائی جائے۔

یہ باب صرف ایک تنبیہ نہیں، بلکہ ایک دستاویزی چارج شیٹ ہے — جس میں قوم کے سامنے وہ تمام کردار پیش کیے گئے ہیں جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عقیدے، دستور، اور عوامی احساسات کے خلاف خاموش محاذ پر سرگرم ہیں۔

کیا ہم اب بھی ان کی مداخلتوں کو "اتفاقیہ سرگرمیاں" کہہ سکتے ہیں؟

یا اب وقت آ گیا ہے کہ قوم اپنے ایمان، قانون، اور شناخت کے تحفظ کے لیے بیدار ہو؟

ایف آئی آر:

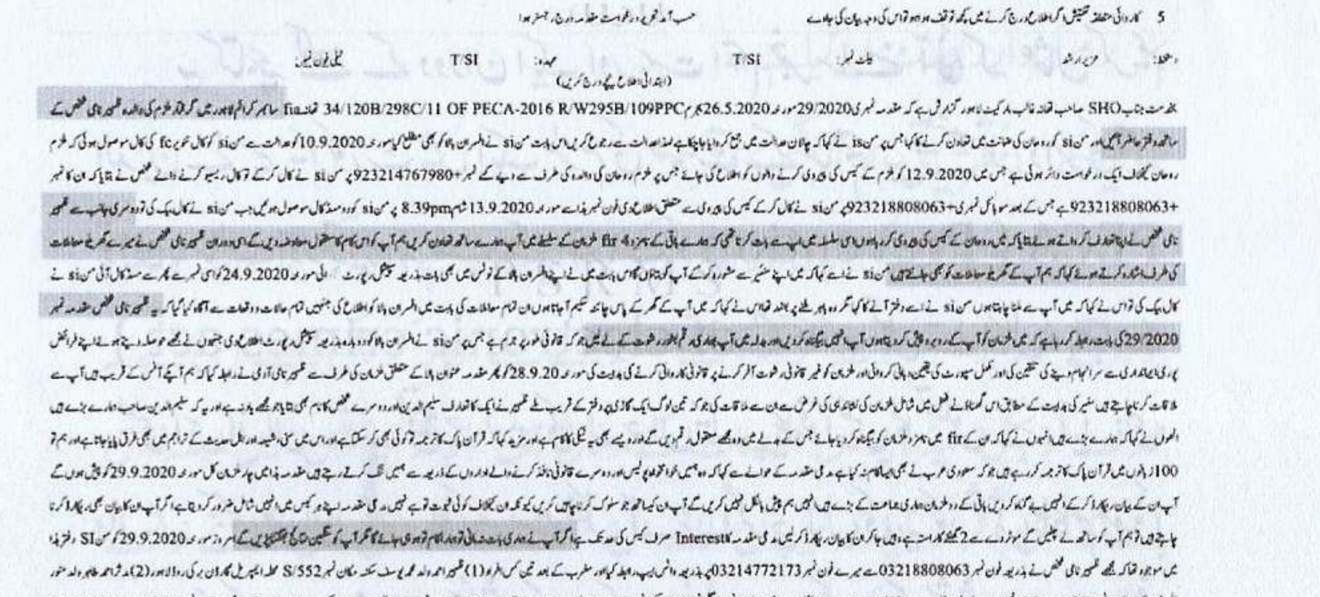
5 کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے   حسب آمد تحریری درخواست مقدمہ درج رجسٹر ہوا

دستخط: عزیز ارشد   بیلٹ نمبر: T/SI   عہدہ: T/SI   ٹیلی فون نمبر:

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کریں)

بخدمت جناب SHO صاحب تھانہ غالب مارکیٹ لاہور گزارش ہے کہ مقدمہ نمبری 29/2020 مورخہ 26.5.2020 بجرم 34/120B/298C/11 OF PECA-2016 R/W295B/109PPC تھانہ fia سائبر کرائم لاہور میں گرفتار ملزم کی والدہ [illegible] نامی شخص کے ساتھ [illegible] ... 10.9.2020 ... 12.9.2020 ... +923214767980 ... +923218808063 ... 13.9.2020 ... 8.39pm ... fir ... 24.9.2020 ... 29/2020 ... 28.9.20 ... fir ... 100 ... 29.9.2020 ... Interest ... 29.9.2020 ... SI ... 03218808063 ... 03214772173 ... S/552 ... HC ... 26.5.2020 ... 29/20 ... 8/1 ... 34/120B/298C/11 OF PECA-2016 R/W295B/109PPC ... FIA ... [illegible]

قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کارڈ:

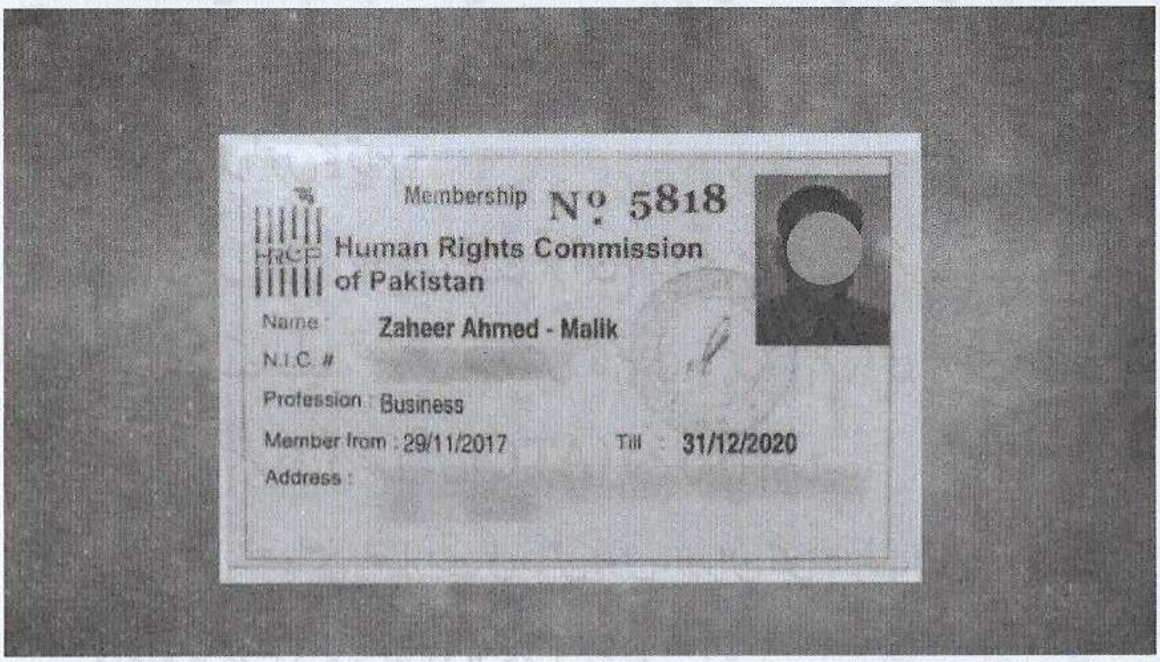

اختتامیہ

ہمارا مطالبہ، ہماری جدوجہد

جب توہینِ رسالت ﷺ یا توہینِ قرآن جیسے انتہائی حساس اور روح فرسا جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے تو صرف ایک فرد مجروح نہیں ہوتا—یہ ایک امت کے ایمان، غیرت اور شعور پر حملہ ہوتا ہے۔ مگر آج کا المیہ یہ ہے کہ ان سنگین مقدمات کو بھی معمولی نوعیت کے کیسز کی طرح عمومی نظامِ انصاف کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے، جہاں نہ صرف تاخیر ہوتی ہے بلکہ انصاف کے تقاضے بھی پامال

ہوتے ہیں۔ ہم اس بے حسی اور غیر مؤثر نظام کو بدلنے کا عزم رکھتے ہیں۔

ہمارے مطالبات

1. خصوصی عدالتوں کا قیام

- پاکستان میں توہینِ رسالت، توہینِ قرآن اور دیگر مقدس شعائر کی توہین کے مقدمات کے لیے مخصوص عدالتیں قائم کی جائیں، بالکل اسی طرز پر جیسے انسدادِ دہشتگردی کی عدالتیں (ATC) قائم کی گئی تھیں۔
- یہ عدالتیں خصوصی اختیارات کی حامل ہوں، اور ان میں صرف انہی مقدمات کی سماعت ہو تاکہ توجہ اور وقت کا ضیاع نہ ہو۔

2. فیصلوں کی مدت کا تعین

- ایسے تمام مقدمات کو قانوناً تین ماہ کے اندر نمٹانے کی آئینی اور عدالتی ضمانت دی جائے۔
- اور وہ مقدمات جن میں جسمانی توہین قرآنِ پاک یا کتبِ احادیث کی گئی ہو، انہیں ایک ماہ کے اندر مکمل کیا جائے۔

3. مقدس کتب کا احترام اور ریاستی عمل دخل

- جب کسی قرآنِ مجید یا حدیث کی کتاب کے ساتھ توہین کا واقعہ ہو، تو ریاستی ذمہ دار مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل، ڈپٹی کمشنر یا مجاز افسر کی موجودگی میں:
  - اس کتاب کو غسل دیا جائے۔

- ڈی این اے ٹیسٹ کرایا جائے تاکہ عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے۔
- پھر سرکاری سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے کہ یہ وہی نسخہ ہے جسے غسل دے کر دفنایا گیا۔

4. موجودہ نسخوں کے فوری ڈی این اے ٹیسٹ

- فی الحال ریاستی اداروں کے پاس قرآن کے ایسے تقریباً 30 نسخے موجود ہیں جن کے ڈی این اے ٹیسٹ تاحال نہیں ہو سکے۔
- ہمارا مطالبہ ہے کہ ان کا فوری ڈی این اے کرایا جائے تاکہ ثبوت محفوظ رہیں، اور مقدس کتب کو مزید بے حرمتی سے بچایا جاسکے۔

5. اینٹی بلاسفیمی یونٹ کو مکمل فوکس دیا جائے

- اس نئے قانون کے تحت اینٹی بلاسفمی یونٹ (Anti-Blasphemy Unit) کے تمام اہلکار صرف اسی یونٹ کے لیے مختص کیے جائیں۔
- انہیں دیگر فرائض نہ دیے جائیں تاکہ وہ پوری توجہ اور مہارت کے ساتھ اپنے دینی و قانونی فریضے کو انجام دے سکیں۔

علماء کی خدمت میں اپیل

ہم ملک بھر کے علماء کرام، دینی اداروں، مفتیانِ کرام اور مذہبی سیاسی قیادت سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قانون سازی کی علمی، شرعی، اخلاقی اور عوامی حمایت کریں۔ کیونکہ:

"جہاں شعائرِ اسلام محفوظ نہیں، وہاں اسلامی معاشرہ صرف نام کا ہوتا ہے۔"

یہ قانون صرف انصاف کا مطالبہ نہیں... یہ ایمان کا تقاضہ ہے، یہ قانون ریاستِ مدینہ کے خواب کی تعبیر کی طرف ایک قدم ہے۔ یہ قانون اس قوم کے ان ہزاروں دلوں کی صدا ہے جن کے ایمان کو ہر بار زخم لگتا ہے۔

یہ قانون اس ظلم کے خلاف دفاعی دیوار ہے جو ہمارے رسول ﷺ، قرآن، اور شعائرِ اسلام کے خلاف مسلسل بلند ہو رہی ہے۔

ڈیجیٹل یلغار اور تحفظِ مقدّسات کا فکری محاذ

موجودہ دور میں سوشل میڈیا کے ذریعے جہاں معلومات کے سمندر تک رسائی کو آسان بنایا گیا ہے، وہیں اس پلیٹ فارم پر ایک شیطانی گروہ "توہینِ مقدسات" جیسے بدترین فتنے کو جنم دے کر امتِ مسلمہ کے دلوں کو مسلسل چھلنی کر رہا ہے۔توہینِ مقدسات کا یہ فتنہ محض چند گمنام آئی ڈیز کا بے ہنگم ہجوم نہیں، بلکہ ایک گہری اور منظم عالمی سازش ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے جذبہ ایمانی کو کمزور کرنا اور شعائرِ اسلام کو پامال کر کے ان کی حرمت کو دلوں سے نکالنا ہے۔لہٰذا آج کی ڈیجیٹل دنیا میں ہماری نظریاتی اور ایمانی سرحدیں ایک ایسی سنگین یلغار کی زد میں ہیں جس کا مقابلہ روایتی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ علم،شعور اور عوامی آگہی سے ممکن ہوگا۔۔!!

زیرِ نظر کتابچے میں معروف ریسرچ اسکالر جناب "قیصر احمد راجہ" صاحب نے اپنی جامع تحقیق،عقلی دلائل اور منطقی استدلال کے ذریعے ان پوشیدہ چہروں اور محرکات کو بے نقاب کیا ہے جو مملکتِ خداداد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو کھوکھلا کرنا چاہتے ہیں اور آزادیِ اظہار کی آڑ میں اسلام دشمنی کا ایجنڈا پروان چڑھا رہے ہیں۔مصنف نے اس کتابچے میں محض جذباتی گفتگو کے بجائے حقائق کی روشنی میں اس فتنے کی ہولناکی کو واضح کیا ہے۔اس کے پسِ پردہ محرکات اور عالمی پسِ منظر کا علمی محاکمہ کیا ہے۔امت کو درپیش سنگین خدشات سے آگاہ کیا ہے۔اور سب سے بڑھ کر، ریاست اور عوام کے لیے ایسے ٹھوس مطالبات اور حل پیش کیے ہیں جو وقت کی پکار ہیں۔ یہ کتابچہ ناموسِ رسالت ﷺ اور مقدساتِ دین کی حفاظت کے لیے ایک جامع روڈ میپ ہے۔اگر آپ سوشل میڈیا کے فتنے کو سمجھنا چاہتے ہیں اور اپنی نسلوں کے ایمان کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔تو اس کتابچے میں بیان کردہ دردِ دل آپ کی راہنمائی کرے گا۔

shubbanmedia www.shubban.com